بتائید خالق لوح و قلم و عنایت رب ذو الفضل و النعم
این مثنوی نمونه رحمت پروردگار در ذکر بعضی از اولیای کبار مسمی به
ابر کرم
تصنیف لطیف منشی امیر احمد صاحب متخلص امیر لکھنوی مینائی در ماه ربیع الاول سنه ۱۲۹۰ھ
در مطبع ناظم المطابع واقع ریاست مصطفی آباد رامپور طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کروں لب آشنا حمدِ خدا سے / جو لوں تعلیم پہلے مصطفےٰ سے

خدا سے پہلے کر لوں استفادہ / کروں تب نعتِ احمد کا ارادہ

بظاہر قطع جب یہ سلسلہ ہے / خلافِ عقل پھر یہ حوصلہ ہے

مگر ہاں کچھ ثنا حاکم کے ہو عرض / شریعت میں اطاعت جسکی ہی فرض

وہ حاکم حضرتِ کلبِ علیخان / بہادر حامیِ اسلام و ایمان

مشوش ہیں یہی لیکن ہے خاطر / کہ یہ بھی تو ہے ظل اللہ آخر

صفت اسکی کرے کسکی ہی طاقت / کہ ظل و شخص کی ہے ایک صورت

ہوئی اس سے بھی جسدم یاس حاصل / ہوا اس بات پر مائل مرا دل

کہ کچھ نقلیں بزرگوں کی ہوں تحریر / بعینہ صاف بے تبدیل و تغییر

کہ بعدِ مرگ زادِ آخرت ہوں / بچوں دوزخ سے وجہ مغفرت ہوں

امیر اس نظم نے پایا جو انجام / کہا ہاتف نے رکھ ابرِ کرم نام

روایت

سہیلِ تستری سی ہی روایت
کہ جب پیدا خدا نے کی محبت
ہزاروں سال زیرِ عرش دن رات
کہا ہے تو نے پیدا جس کسیکو
تو اپنے فضل سے اے رب داوَر
ہر اک طائر کا ہے ہی آشیانا
ہوا فرمان کہ گھبراتی ہی تو کیون
~~تحمل دین گے تجھے ہم سب سی بہتر~~
دلِ خاصانِ حق کاشانہ تیرا
جگہ آنکھوں نہیں دین گے تجھکو عشاق
جو ٹھہرے دیدۂ عشاق مسکن
یہ سنکر پھر محبت نے یہ کی عرض
کہ تو اسرارِ عالم کا ہی دانا
تحمل ان سے میرا ہوگا کیونکر
مکان نازک مکین ہی سخت پر زور
حقیقت دل کی کیا ہے مختصر گھر
ہوا فرمانِ حق بس اے محبت
بشر کو وہ ملا ہے ظرف عالی
چڑھائیں خم کے خم اور ہون مدہوش

نہایت معتبر ہے یہ حکایت
بہت تڑپی بہت روئی محبت
بصد زاری یہ کرتی تھی مناجات
ملک یا آدمی کو یا پری کو
جگہ اوسکی لیے کی ہے مقرر
بتا وے مجھکو بھی کوئی ٹھکانا
تڑپتی کیون ہی چلاتی ہی تو کیون
ہمارا خاص گھر ہوگا ترا گھر
رگِ جان ہوگی خلوتخانہ تیرا
ترا منتظر رہیگے چشمِ مشتاق
تو پلکیں ہون گے دروازی کی چلمن
مری خالق یہ تجھسے ہے مری عرض
بشر ہے ناتوان میں ہون توانا
نہ اوٹھیگا کبھی شیشی سے پتھر
مقامِ سیل اور کاشانۂ مور
بلاؤں کا کہاں اوٹھیگا لشکر
نہیں تو واقفِ سرِ حقیقت
لبالب بھی ہو دریا ہون خالی
کریں میخانی خالی اور نہو جوش

خوشی سی بوجھ اوٹھائین گی وہ غم کی
پھرین گے گر شمشیر ستم کے

چمک کر وہ دل اوڑہیگا جسدم
پھڑک جائیگا اونکا اور بہی دم

سمجھکر زلف اپنی دلربا کے
بلائین لین گے رخسار بلا کے

ہمارے بندون کو خوب آزمانا
خیال ناتوانی کچھ نہ لانا

محبت نے یہ سنکر پائی تسکین
ہوئی توصیف کے گلشن مین گلچین

مناسب اس جگہ سے حال عشاق
رقم کرتا ہون خوش ہون تاکہ مشتاق

حکایت

روایت ہی کہ شیخ آصف بن قیس
حکایت ہی کہ شیخ آصف بن قیس

بڑی باہمرو صابر تھے بلا پر
رضامند اور شاکر ہر قضا پر

ہوی بیمار سو جا پانون سارا
رہا جنبش کا بہی اونکو نہ یارا

اطبا نے بہت کی چارہ جوئی
رہی باقی نہ جب تدبیر کوئی

کہا یہ پانون کٹ جاے تو بہتر
وگرنہ مادہ فاسد ہی بڑہ کر

خرابی لائیگا ساری بدن مین
رہی کانٹی کا کھٹکا کیون چمن مین

کہا آصف نے یہ سنکر کہ یارو
بس اوٹھو میری بالین سی سدہارو

مرض صحت ہی سب اوسکی طرف سی
غم و راحت ہی سب اوسکی طرف سی

بار ان مہرانہ میری دست و پا ہین
یہ سب گلدستہ باغ قضا ہین

ہی سب کام مین اللہ کے ہاتہ
اوٹھا لی مجھکو وہ ایمان کے ساتہ

ورم جب بڑہ کی پہونچا تا بزانو
رہا جنبش کا بہی باقی نہ پہلو

ہوی اس وجہ وہ معذور و بیکار
نماز اونکو ادا کرنا تہا دشوار

بہت رو رو کی اک دن کی مناجات — کہ ای خلاق ارضین و سموات

بلا اس سی بہی بڑہ کر ہو جو نازل — تو مین خوش تجہسے راضی ہی مرا دل

کمی طاعت مین ہی پر شومی بخت — کہ اس آغاز کا انجام ہی سخت

نہو جس ہاتہ سی تیری عبادت — تہو جس پانون سی تیری اطاعت

تو کٹ جانا ہی اوسکا ہی مناسب — کہ شاخ خشک کا چہٹنا ہی واجب

یہ سنکر حاضرین محفل شیخ — مقیمان قدیم منزل شیخ

یہ بولی ہو اگر ارشاد حضرت — اشارہ پائین حاصل ہو اجازت

کسی جراح کو جلدی بلائین — دوا ایسی بہی کچہہ آپ کہائین

نہو کچہہ قطع پا کا درد معلوم — بہت ایذا بہت تہوڑی ہی مفہوم

کیا یہ شیخ نی ارشاد جبا تو — کسی قاری خوش الحان کو لاؤ

کریگا جب وہ قرآن کی تلاوت — تو مجہپر ہوگی طاری ایسی حالت

اذیت پر نظر مطلق نہوگی — سر و پا کی خبر مطلق نہوگی

ہوا القصہ یون ہی قطع وہ پانون — پڑی دل پر نہ اوتکی درد کی چہانون

ہوا قاری قرائت سی جو خاموش — گئی وہ بیخودی آیا انہین ہوش

تو راوی سی روایت ہی یہ مسموع — کہ لیکر ہاتہ مین وہ پا ہی مقطوع

جناب کبریا مین التجا کی — بصد الحاح رو رو کر دعا کی

کہ تو اس لنگ پر چشم کرم رکہ — طلب کی راہ مین ثابت قدم رکہ

گواہی حشر مین دی یہ کٹا پانون — ہٹی ٹک نہ سیجہے یہ مرا پانون

بنایا جسکو تو نے چاہا — مٹایا جسکو تو نے چاہا

مشیت سی تری پیدا ہوا پانون ‏— کٹا نیز ہی مشیت سی مرا پانون
مین ہون ہر حال مین تجہسے رضامند — الہی تو بہی ہو بندی سے خورسند

حکایت

روایت کرتے ہین یون بشر حافی — سند ہین نام پر اوسکا ہی کافی
کہ آیا اک مسافر سوی بغداد — رہبر دام الفت مرد آزاد
زبس عاشق سی ہی گردونکو کاوش — نہی کاوش کی رہی ہر دم تراوش
اوسی سب چور سمجہے وای تقدیر — کسین مشکین پنہائی طوق و زنجیر
لگائی کوڑی باندہا ٹکٹکی سے — اوٹہائی اوسنی صدمی خوشی سی
اودہر کوڑی پہ کوڑا پڑ رہا تہا — ادہر اک قہقہے پر قہقہا تہا
کہا سب نے جو دیکہا یہ تماشا — نہین دانش سے بہرہ اسکو حاشا
جگہ تو گریہ و فریاد کے ہے — اسی اسدم بہی ہی پروا ہنسی ہی
کہا ہر ایک نے اوس سی کہ ای مرد — نہین محسوس کیا اس چوٹ کا درد
کہا اوس نے کہ حاضر ہی مرا دوست — مین ہون منظور ناظر ہی مرا دوست
نزدن ہین درد کی کس سے شکایت — سناؤن کسکو مین اپنی حکایت
گلہ بی فائدہ کرنے سے حاصل — وہ خود ہے واقف اسرار مردل
کہا اک شخص نی اوس سی کہ ای یار — محبت مین ہی تو جسکی گرفتار
نظر آئے اگر اوسکی تجلی — خدا جانے کہ کیا حالت ہو تیری
یہ کہتا تہا کہ اک آہ اوسنی کہینچی — عجب اک آہ جانکاہ اوسنی کہینچی
کہ نکلی جان مجروح اوسکی تن سی — نکلتی ہے صبا جیسی چمن سے

صراحت سے یہ ہے قرآن میں مرقوم
معانی فہم قرآن کو ہے معلوم

کہ حسن یوسفِ پاکیزہ طلعت
نظر آیا تو پھر ہر ایک عورت

ہوئی بیہوش یہ دیدار کے ساتھ
کیا جاری ترنج اپنا قلم ہاتھ

اثر رکھتا ہے جب یہ حسن انسان
تو جو ہو عاشق خلاقِ سبحان

کہیں گر دیکھ پائے حسن باری
تو کیا مشکل ہے اوسکو جان نثاری

مناجات

الٰہی صدقہ اپنے انبیا کا
الٰہی صدقہ اپنے اولیا کا

الٰہی صدقہ حسن سرمدی کا
الٰہی صدقہ شانِ احمدی کا

مجھے بے بہرہ رکھ نہ اس نعمت سی محروم
ہوس ہو دو جہان کی دلسی معدوم

تری رحمت تو سب بندوں پہ ہے عام
مجھے بھی بادۂ الفت کا دی جام

نظر میں یہ سما جائے ترا حسن
جدہر دیکھوں نظر آئے ترا حسن

شراب عشق سے ایسا ہوں مدہوش
کہ جو دیکھی سکہے اللہ ری جوش

میں اوس مستی میں پہر دن دم نثاروں
جو ہوش آئے تو پھر تجھکو پکاروں

حکایت

روایت ہے کہ اک دن شیخ شبلی
بزرگِ پاک باطن شیخ شبلی

کہیں بغداد میں جاتے تھے ناگاہ
مکانِ مختصر دیکھا سرِ راہ

کہ اوسمیں اک جوان ہے خوبصورت
حسین و مہ جبین و مہر طلعت

پڑی ہیں ہڈیاں پاؤں میں بہاری
لہو کی نہر آنکھوں سی ہے جاری

نحافت سی ہوا ہے خشک ایسا
کہ تن میں گوشت کا تو ذکر کیسا

نہین ہی پوست کا باقی نشان تک
بہت اوسکی قرین جب شیخ آئی
کچہ آہستہ حکایت کر رہا ہے
ہوئین جب اوسکی آنکہین شیخ سی چار
بڑی ہی عارف ہو شیخ شہر ہو تم
ہی اوس دربار تک تمکو رسائی
سلام اوس تک مرا پہونچا دو ای شیخ
کہو میری طرف سے جوڑ کر ہاتہ
کہ گر ارض و سما کی طوق و زنجیر
طلب سی تیری باندہ آؤن مین گیا کل
یہ سنکر شیخ کی آنسو بہر آئی
تو وقت خاص مین کی یہ مناجات
عجب ہی تیری شان بی نیازی
نہ اپنی دشمنون سے ہے عداوت
یہ طرہ ہی سمجہتا ہے جسی دوست
دریغ اپنے عدو سی کب ہی نعمت
ہوا الہام ای شبلی زبان روک
جو ہمکو دوست رکہتا ہی اوسی ہم
بلا ہی سخت مین اوسکو پہنسا کر

عجب کیا گہل گئی ہون استخوان تک
تو یہ دیکہا کہ وہ گردن جہکائے
غضب کی ٹہنڈی سانسین بہر رہا ہے
تو خوش ہو کر کہا ای شیخ دیندار
وحید عصر و فرد دہر ہو تم
تمہین ہی اوس سی رسم آشنائی
پیام اوس تک مرا پہونچا دو ای شیخ
ادب کی عجز کی الحاح کے ساتہ
بنہا دی مجہکو تو بے جرم و تقصیر
تری الفت سی پہر جاؤن مین گیا کل
وہان سی پہر کی جب اپنی گہر آئی
کہ بی پروا ہی ہر شی سی تری ذات
غضب ہی تیری شان بی نیازی
نہ اپنی دوستون پر ہے عنایت
جدا کرتا ہی اوسکی جسم سی کہال
کہ دیتا ہی اوسی ہر طرح راحت
ادب سی بات کر اپنی زبان روک
ہزارون دیتی ہین اندوہ اور غم
زمین و آسمان اوسکو جہکا کر

چڑھا دیتے ہین آخر وار پہ سہم
یہ تہمت قتل اوس پہ کرتے ہین ظالم
جمال اپنا دکھا دیتے ہین اوسکو
یہ اوسکا خون بہا دیتے ہین اوسکو

مناجات

الٰہی مجکو بھی وہ دل عطا ہو
کہ طی یہ منزل یا صبر و رضا ہو
تجھے پر ہو نظر رنج و تعب مین
رہو ثابت قدم تیری طلب مین
تصدق تجھپہ ہون سو جان سے مین
[illegible] ایمان سے مین
شہادت کا یہ پیدا ولولہ ہو
کہ پہنچے تیغ تو دونا حوصلہ ہو
مجھے بھی قتل کر اور خون بہا دے
جمال بیمثال اپنا دکھا دے

حکایت

حکایت ہے کہ ابراہیم ادہم
جو اسرار حقیقت کے تھے محرم
شراب بیخودی کا دل مین تہا جوش
چلی جاتی تہی آنکھین بند مدہوش
اوس استغراق مین پائی مبارک
پڑا اک شخص کے سر پر یکایک
نہایت بی ادب بی باک تہا وہ
بڑا موذی بڑا سفاک تہا وہ
خیال اوسکو نہ کچھ حضرت کا آیا
طمانچہ بی تحاشا اک لگایا
ہنسے سلطان ابراہیم ادہم
کہا ہنسکر کہ اے خلاق عالم
اسی لائق اسی قابل ہی یہ سر
مگر تیری طرف مائل ہے یہ منہ
جو ایسی سو طمانچے روز کہا ہی
ہزاروں اسطرح کے داغ اوٹہائے
زمین و آسمان گر بن کے چکّے
مجھے پیسین ہو چور ایک ایک ہڈی
تو اوس حالت مین بھی ہو دہیان تیرا
رہی دل مین مری ارمان تیرا

طریقت آشنا ہوتے ہین جو لوگ
حقیقت آشنا ہوتے ہین جو لوگ

یہ بدبختی ہے اگر ایذا کسی سے
سمجھتے ہین وہ آخر ہین اوسی سے

حکایت

بیان کرتے ہین یہ سلطان براہیم
ہین گذرا ایک صحرا مین بصد بیم

کئی دن تک پہرا آوارہ ناشام
نپایا مین نے پانی کا کہین نام

خیال اوسوقت میری دلمین آیا
کہ تو قادر ہے ہر شئے پر خدایا

جو تو چاہے تو ہو گلزار جنگل
جو تو چاہے تو ہو جنگل مین منگل

ہی اوس ویرانی مین گو ہو کا عالم
نہین محروم گویا کیا ذکر آدم

مگر قدرت سی تیری کچھ نہین دور
کہ تجکو ہو جو تسکین میری منظور

اسی صحرا مین جو کوسون ہی ویران
نظر آ جاسے کوئی شکل انسان

یکایک سامنی سے اک اوٹھی گرد
ہٹی جب گرد تب دیکھا کہ اک مرد

مری جانب چلا آتا ہی سرمست
شراب بیخودی سے سر بسر مست

قدم مین تی بہی اوسکی سمت دوڑہا
سبب جب وہ مری نزدیک آیا

تو یہ دیکھا کہ اک کم سن جوان ہے
جبین سی شان سرداری عیان ہے

نہین آثار کچھ گرد سفر کے
ابھی نکلا ہے وہ حمام کرکے

مرصع تاج زرین زیب سر ہے
کمربند زری طوق کمر ہے

سیہ بالون مین افشان منہ پہ غازہ
لیے ہے ہاتھ مین اک سیب تازہ

خدا کی شان سے چہرے سی ظاہر
کہا مین نے کہ ای تازہ مسافر

ملک ہی یا پری ہی یا بشر تو
تبا اسوقت آنکلا کدہر تو

بہت رو رو یا کہا ای شیخ عارف
عیان ہین تم پر اسرار معارف

نہ پوچھین مجھسے کچھ حضرت مرا حال
نہین ہین اختیاری میری افعال

خدا جانے ہین کیونکر یہان تک آیا
خود آنکلا کہ کوئے مجھکو لایا

ہین شاہ ملک کرمان کا پسر ہون
خدا کی شان ہے جو دربدر ہون

حسینان جہان محفل مین تھے جمع
وہ سب پروانے تھی ہین اونمین تھا شمع

خرابات تعیش تھا مرا گھر
برابر ہو رہا تھا دور ساغر

زبس تنہا ہین بہی مدت سے می آشام
دیا ساقی نے مجھکو بہر کی اک جام

نظر کی جب ہوئی اوس تک رسائی
تو دیکھی طرفہ شان کبریائی

کہ دروازہ کھلا ہے آسمان کا
کہون ہین اوسکو دروازہ جنان کا

کہین حوران ہین غلمان کہین سے تھے
عجب مجلس عجب مجلس نشین تھے

ملائک کی نظر آئے مقامات
تجلی سے ہو جنکی دن ابہی رات

نظر مین کھب گئی تصویر مجلس
کہ تھی خود ذات باری میر مجلس

یہ عالم دیکھتے ہی اوڑ گئی ہوش
شراب عشق کا دل مین ہوا جوش

عجب مستی کا بادل دلپہ چھایا
کہ ہر ذری مین اوسکا نور پایا

اوسی مستی مین اوس محفل سے نکلا
قمر کے طرح اوس منزل سے نکلا

ذرا مین ہوش مین آیا تو ناگاہ
نظر آیا یہ جنگل اور یہ راہ

پڑی تم پر نظر دوڑا ادہر مین
بتا تو اب کہین جاؤن کدہر مین

یہ کہکر ہو گیا غائب نظر سے
کہ جیسے عکس آئینے کے گہر سے

زہی شان جمال حضرت حق
زہی شان کمال حضرت حق

شرابی رند مشرب ہوش سے دور — سراپا بادۂ غفلت سے مخمور
پڑی میخانے مین ہی پی رہی ہون — برابر قہقہی ہون مین چھپے ہون
یکایک جوش مین آئے جو رحمت — لگا دے منہ سے بھر کر جام الفت
خراباتی کو کر دے مست عرفان — بنا دے مور کو فخر سلیمان
دکھا دے عکس اپنا جام مے مین — عیان ہو جائے خود ہر ایک شی مین
دو چار اوس سی ہو وہ دیکھے جدھر کو — بنا دے آئنہ دیوار و در کو

مناجات

الٰہی صدقہ اس شان عطا کا — الٰہی واسطہ خیر الوریٰ کا
یہی شان اپنی مجکو بھی دکھا دے — زمانے کے بکھیڑون سی چھڑا دے
کہا تک کو بکو در در پہرون مین — کہا تک سب کی نظرون مین گرون مین
ذرا تیری اگر چشم کرم ہو — نہ کوئی رنج ہو مجکو نہ غم ہو
شراب معرفت سے مست کر دے — مے الفت سے میرا جام بھر دے

حکایت

حکایت ہے کتابون مین یہ مذکور — نہایت معتبر ہے اور مشہور
کہ اک عورت تھی ظاہر مین تو کافر — مگر تھی کفر سے باطن مین نافر
گئی وہ دختر فرعون کی پاس — بسر ہوتی تھی تقیہ مین جو انفاس
نئے مشاطگی کی اوسکو خدمت — کہ وہ دختر تھی محو شوق زینت
کیا کرتی تھی اکثر کنگھی چوٹے — رہا کرتی تھی دن بھر کنگھی چوٹے
سُنی ہے ایک دن کی یہ حکایت — کتب مین مندرج ہے یہ روایت

کہ وہ اک دن ہوئی مصروف تزئین | خواصین جتنی تہین خدمت مین آئین
نہا ہو کر جو فرصت اوسنے پائی | تو کنگہی لیکے وہ مشاطہ آئی
یکایک گر گئی کنگہی زمین پر | اوٹہا لی اوسنی بسم اللہ کہکر
کہا دختر نے سنکر اوس سے یہ نام | اری اس نام سے ہی تجھکو کیا کام
کہ یہ تو نام میرے باپ کا ہے | سوا اوسکے بہی کیا کوئی خدا ہے
کہا اوسنے کہ کیا کہتے ہو صاحب | غلط فہمی ہی یہ ہو اس سے تائب
یہ نام اوسکا ہی بندی جسکی ہین سب | یہ نام اوسکا ہی جو عالم کا ہے رب
وہی خالق تمہارے باپ کا ہے | وہی میرا وہی رب آپ کا ہے
یہ سنکر اوسنی منہ پہیرا اودہر سے | اوسی ساعت کہا جا کر پدر سے
کہا فرعون نے اوسکو بلا کر | غضب کی خشمگین آنکہین دکہا کر
خدا مین ہون غلط تیرا عقیدہ | شنیدہ کے بود مانند دیدہ
ادب کیون تو مرا کرتی نہین ہے | غضب سے کیا مری ڈرتی نہین ہے
برا ہے یہ عقیدہ اس سے آ باز | کہ خلعت دون تجہے ہو تو سرافراز
خدائی کا مری اقرار کر لے | تو دامن موتیون سے اپنا بہر لے
کہا مشاطہ نے استغفر اللہ | گدا ہے تو وہ عالم کا شہنشاہ
خداوندی اوسیکو ہے سزاوار | تو اک مجبور بندہ ہے وہ مختار
رہا پوشیدہ دل مین راز اب تک | نہ دیتا تہا صدا یہ ساز اب تک
ہوا اب فاش تو یہ کیا ہے ممکن | بنے کافر مرا دل ہو کے مومن
عوض دنیا کے کیونکر دین بیچون | چلون کیونکر خلاف رب بیچون

نہین ممکن نہین ممکن ہے زنہار — تری جھوٹی خداوندی کا اقرار
کہا فرعون نے سنکر یہ تقریر — تری ہر بات سے دل پر پڑا تیر
فقط آتی ہین تیرے خدمتین یاد — وگرنہ حکم دیتا کہ جلاد
جدا کرتا ترا سر تیری تن سے — رگونکو کھینچتا تیرے بدن سے
مری شان و تجمل پر نظر کر — پھر اس ضبط و تحمل پر نظر کر
خدا مین ہون ترا تو مجھکو پہچان — اسی مین خیر ہے لا مجھپر ایمان
کہا مشاطہ نے اے شاہ فرعون — تو اک مرتد ہی بندہ اور ہی کون
حقیقت جو تری ہی جانتی ہون — تجھی اچھے طرح پہچانتے ہون
سزا کچھ قتل سے بڑھکر نہین ہی — تلف ہو جان اسکا ڈر نہین ہے
عقیدہ سبپر اجائیگا مری ساتھ — مری ہے آبرو اللہ کی ہاتھ
ہوا غصے سے یہ فرعون کا حال — کہ آنکھین ہوگئین انگارہ منہ لال
کہا بھاری منگا طوق و زنجیر — ابھی اسکو پنہا و طوق و زنجیر
کسی تاریک گھر مین ہو یہ محبوس — اندھیری مین نہ اسکو کچھ ہو محسوس
غرض جب قید خانی مین وہ آئی — گھٹا اندوہ و غم کی دل پہ چھائی
نہ یاور تھا نہ تھا غمخوار کوئی — دل اٹھا بیکسی پر خوب روئی
بن آئی اور کیا اسوقت بین بات — خدا سے یون لگی کرنے مناجات
الہی تو ہے دانا تو ہے بینا — کہ ہے غمسی مرا معمور سینا
جو تیرے عشق مین ثابت قدم ہو — عجب ہی یون وہ پامال ستم ہو
جواب اس بات کا مجھکو بتا دی — کہ تیری دوست کو دشمن سزا دی

ندا آئی کہ اے مشاطہ خاموش
کبھی دشمن پہ ہم کرتے ہیں رافت
ملک بھی ڈرتے ہیں قہر و غضب سے
کرے دعویٰ محبت کا جو ہم سے
کیا آدمؑ نے یہ دعویٰ مقدم
بھی دعویٰ کیا پھر نوحؑ نے بھی
لیا ایوبؑ نے بھی پھر سے یہ نام
کسی سے آرے کی کھینچی کشاکش
بھی ہی عاشقوں سے رنگ اپنا
کسی کو بھوک سے کرتے ہیں بیتاب
غرض ہوتی ہیں گونا گون انہیں غم
پھل اس محنت کی عقبیٰ میں ملیں گے
کہا یہ سن کے مشاطہ نے یا رب
فقط تیری رضا مندی ہی مقصود
غرض وہ دن تو گذرا دوسری رتو
کہ جلادونکو جلدی سے بلاؤ
خبر پاتے ہی سب جلاد آئے
ہوئی مشاطۂ مسکین بھی حاضر
کہا اپنی ضعیفی پہ نظر کر

نہ آسکے تڑ دہنو اسدرجہ بیہوش
کبھی ہم دوست پر لاتے ہیں آفت
ہماری ذات بی پروا ہی سب سے
روسی فرصت نہیں دنیا کی غمسی
سو ہی سب پر عیان احوال آدم
پھنسایا ہم نی آفت میں اوسی بھی
دیے کیا کیا انہیں جسمانی آلام
کوئی ڈالا گیا مابین آتش
بھی سے دوستوں سی ڈھنگ اپنا
کسی کو مضطرب رکھتی ہین بی آب
کہ دنیا اونپہ ہوتی ہے جہنم
یہ سب گل جاکی جنت مین کھلین گے
گوارا ہین مجھی سب ہے رنج و غم سب
نہین پروا جو ہون دنیا مین نابود
ہوا یہ حکم فرعون جہان سوز
ابھی اوس قیدی زندان کو لاؤ
بہت آمادہ بیداد آئے
بلایا پاس اوسی فرعون نی پھر
یہین ہون تمہاری ہی تہرسی ڈر

وگرنہ اب غضب ہوتا ہی نازل ۔ ابھی ہوتی ہے تو کشتوں مین داخل

ابھی مین ہاتہ کٹوا تا ہون دونون ۔ ابھی آنکھین نکلوا تا ہون دونون

کہا اوس مومنہ نے سر اوٹھا کر ۔ کہ اے ملعون اے مردود اکفر

یہ آنکھین ہین نکلوانے کے قابل ۔ یہ دونون ہاتہ کٹوانے کے قابل

ان آنکھون نے تجھے دیکھا ہی نرحق ۔ ہوئی ہاتہون سے سرزد یہی مہمات

یہ سنکر غیض مین آیا وہ سفاک ۔ ہوا پہلی سی بھی بڑھکر غضبناک

کہا اک دیگ لاؤ تیل بھر کر ۔ چڑہا دو آگ پر کھولے سراسر

کوئی جلاد اسکے گھر کو جاے ۔ ہین جتنی اسکی بچے اونکو لاے

جو آئین لڑکیان پانچ ایک لڑکا ۔ تو اسکا شعلۂ قہر اور بھڑکا

کہا ایک ایک کو انمین سے لاکر ۔ تلو اس تیل مین ماں کو دکھا کر

بڑا جلاد اک بچے کو لایا ۔ پکڑ کر مو ہی سر اوسکو اوٹھایا

کیا سرتا قدم اوس تیل مین غرق ۔ تنہا جس تیل مین اور آگ مین فرق

یہ حالت دیکھتی ہی اور اطفال ۔ تڑپ کر مثل مرغ بی پر و بال

یہ بولی ماں سے اے ماں تو بچا لے ۔ کہین یہ دیگ مین ہمکو نڈالے

کہا بچون نے ماں سے تم کرو صبر ۔ کوئی دم مین مٹا جاتا ہے یہ جبر

گذر جائیگی یہ ساری مصیبت ۔ یہ دم گذری ابد تک پھر ہے راحت

خداوند توانا دیکھتا ہے ۔ وہی بینا و دانا دیکھتا ہے

اسی صورت سے سب اطفال معصوم ۔ ہوئی جب دیگ مین پڑ پڑ کی معدوم

صغیرہ رہ گئی جب ایک لڑکی ۔ اوسی چھینا وہ مثل مرغ پھڑکی

تڑپ سی اوسکی مان کا دل بھر آیا
نہ سوجھا کچھ اوسے اپنا پرایا

ہوئی مجبور مژگان کی تری سے
گری کچھ اشک مثل ہار پیوستہ

فلک تک اوسکی اس رونی پہ روے
ملک تک اوسکی اس رونی پہ روے

ہوی سب عرش سی بیتاب تا فرش
دعا کرنی لگی قدسی سر عرش

کہ ای خالق اب اسپر رحم فرما
نہایت ہی یہ مضطر ہے رحم فرما

بہت دکھلائی شان بی‌نیازی
مناسب اب ہی کچھ چارہ نوازی

دکھادی خلق کو اب شان رحمت
بجا لائین ہم اگر پائین اجازت

ہوا صادر یہ فرمان ان لئے
مصالح جانتے ہین ہم کہاسے

تمہین کیا علم جو ہی علم ہمکو
نہین اس سی خبر لوح و قلم کو

ادب سی ہو رہی خاموش قدسی
تحیر سے ہوی بیہوش قدسی

یہان کا حال سُنیی ہے جو باقی
وہ سب احوال سُنیی ہے جو باقی

کہ جب اوس شیرخوارہ کو جلایا
خدا نی رنگ قدرت یہ دکھایا

کہ پھیلی اوس سی بوی مشک اذفر
مکان سارا ہوا جس سے معطر

وہ لڑکی دیکھ یہ حال بہن کی بولی
طلاقت سے زبان اسطرح کھولی

کہ ای مادر مری بھائی بہن سب
بڑی آرام اور راحت سی ہین اب

ہوئی سب کامیاب وصل مطلوب
ہوی سب سرفراز اصل مطلوب

تری آمد کی اب حورین ہین مشتاق
ترا ہی انتظار اونکو بہت شاق

کہ دیدار دکھلاتے ہین تاخیر
مناسب اب نہین آنے مین تاخیر

ملک تعظیم پہ تیار ہی مستعد ہین
در جنت کی دونون پٹ کھلی ہین

غرض جب آئی مشاطہ کے نوبت
ہوئی اطفال کے بٹنے سی فرصت

تو پھر فرعون نے کے اوسے تاکید
کہ دیکھی تونے سب میری یہ تہدید

بس اب بہتر ہے ترک کر اپنا عقیدہ
برا ہے یہ نہیں اچھا عقیدہ

مجھی کر سجدہ اور اپنا خدا جان
تو بچ جاے اس آفت سی ہی جان

ابھی ہے جاگیر و خلعت سب یے موجود
اسی مین ہر طرح ہے تیری بہبود

کہا اوسنی نکر تو قتل مین دیر
کہ دنیا سے مرا ہے ہو چکا سیر

جمال دوست کی مشتاق ہون مین
وصال دوست کی مشتاق ہون مین

کلام اسوقت اوسکا سن رہی ہون
گل مقصود اسے صبا چن رہی ہون

یہ کہکر آنکھ جو اوپر اوٹھائی
تو دیکھے طرفہ شان کبریائی

حجاب آسمانے سب ہوئی دور
نظر آنے لگا اک عالم نور

نگاہ اچھی طرح سے جب جمائی
تو دیکھا صاف عرش کبریائی

جلی خط سے سر عرش معلے
منور نقش بسم اللہ دیکھا

عجب اوس خط مین تھی کیفیت نور
ہوئی نظارہ سے جسکے یہ مخمور

رہی اسکو خبر سر کی نہ پا کے
ہوئی مشتاق دیدار خدا کے

دیا یہ حکم فرعون لعین نے
لعین خاسر دنیا و دین نے

کہ پہلے قطع اسکے دست و پا ہون
سب اعضا اسکے خنجر سی جدا ہون

نکالو دونون آنکھین کور کردو
پھر اعضا دیگ مین سب اسکی بھر دو

ہوئی القصہ سب حکمونکی تعمیل
کہ تھے وہ اشقیا سرگرم تعجیل

ذرا باقی تھی جبتک جان اوسکی
مصیبت مین وہی تھی شان اوسکی

کہان کیسی کہان کا نالۂ و آہ — زبان سے تہی محو ذکر اللہ اللہ
اسی کہتے ہین ای دل حق شناسی — اسی کہتے ہین کامل حق شناسے
اسی کہتے ہین شوق وصل محبوب — اسی کہتے ہین ذوق وصل محبوب
عقیدہ ہو اگر صادق تو یون ہو — اگر ایمان ہو واثق تو یون ہو
عجب یا مرد گذری ہے یہ عورت — کہان مردون مین ایسی استقامت
مسلمانی کا دعوی تو ہی سب کو — مگر پہچانتا ہے کون رب کو
جو پہچانے تو کیون بہاگی بلا سے — رہی ہر حال مین راضی خدا سے
بلا آئے تو جانے رحمت آئی — قضا آئے تو جانے نعمت آئی
کرم سمجھے اگر اوسپر ستم ہو — مزہ مین ایک اوسکو شہد و سم ہو
نہو شاکے مقدوری اگر ہیچ — یہ ہین ایمان کے معنے وگر ہیچ
مگر یہ سب عنایت پر ہی موقوف — فقط اوسکی حمایت پر ہے موقوف
نہین ممکن یہ بے توفیق یارب سے — کیا کر رات دن الحاح و زاری

مناجات

الہی عام ہے تیرے عنایت — نہین تیرے عنایت کے نہایت
ادہر بہی دیکہ لی چشم کرم سے — چہڑا دے مجہکو بہی دنیا کی غمسی
نہ ہاتہہ مانگتا ہون نہین نہ کہوڑا — الہی مانگتا ہون صبر تہوڑا
بلا آئے تو دل اوس سی نہ بہاگے — چلون راہ طلب مین سب سے آگے
عطا کر مجہکو بہی ایمان کامل — مجہے بہی کر دی اون بندون مین شامل
بشارت جنکو بیخوفی کی دی ہے — کمی کیا تیری گہر مین تو غنی ہے

حکایت

حکایت ہے کہ جب نمرود مردود — بنا کفار کا معبود و مسجود
خلیل اللہ اوسکی پاس آئے — طریقے سب ہدایت کی بتائے
نصیحت سُنکے اور آئی حرارت — ہوا اوس نار نے کی تازہ شرارت
کہا ہو منجنیق آہن سے تیار — براہیم اوس قفس مین ہون گرفتار
وہ ناری گرچہ تھا خود قابل نار — کیا حضرت کو اولٹا داخل نار
تھی اسکی ایک لڑکی زشت صورت — نہ دکھلاتی تھی چہرہ بی ضرورت
پدر نے مدتون کی چارہ جوئے — نہ لایا عقد مین پر اوسکو کوئے
ہوا جسوقت یہ ہنگامہ برپا — چڑہی کوٹھے پہ وہ بہر تماشا
خدا کی دیکھیے شان کریمی — یہ سُنیے تازہ عنوان کریمی
ہوا فرمان جبریل امین کو — کرو آراستہ جنت برین کو
طبق انوار کے تیار ہو جائین — فرشتے سب جتنے ہین ہشیار ہو جائین
ہمین منظور ہے رحمت کا اظہار — ہمین منظور ہے قدرت کا اظہار
کہلین فردوس کے جتنے ہین ابواب — کہڑی ہون صف بصف قدسی باداب
کہ اک دشمن سے ہی مدنظر صلح — ادہر ہی جنگ کا سامان ادہر صلح
وہ دشمن دختر نمرود مردود — جو کہتا ہے کہ ہم ہین خاص معبود
اوٹھی ہی اس ارادہ پر وہ گہر سی — کہ دیکھی دوست کا جانا نظر سے
مگر ہے زشتی صورت سی غمناک — بہت اس غم سی ہی آنکہ اوسکی نمناک
ابھی تم جاؤ اور جلد اوسکی منہ پہ — چہوا دو اپنے بازو کا کوئی پر

پڑی انسان کے قالب مین جا کے
ہوئی المختصر فرمان کی تعمیل
بدل دی پہیر کر پر اسکی صورت
چڑہے کوٹہے پہ دیکہی نا تماشا
کہ انگاری مین گل اور آگ گلزار
مرصع تخت اک اوسمین بچہا ہے
خلیل اللہ اوسپر جلوہ گر ہین
پہ دونسی تخت پر مین سایہ افگن
نظر آئی جو یہ سیر اوڑ گئی ہوش
خیال آیا کہ طاعت کی سزاوار
وہی پروردگار دو جہان ہے
بڑا گمراہ ہے یہ باپ میرا
یہ خود گمراہ ہے کرتا ہے گمراہ
نہوگی اسکی طاعت جبسے زنہار
پڑہا پہر کلمۂ توحید اوسنے
خلیل اللہ کی دل سے ہوئی دوست
خبر نمرود نے پائی تو آیا
گیا کوٹہے پہ دیکہا جا ہی دختر
کہا حیران ہوکر کون ہے تو

کہین منہ پہول اگر سوی چمن جائے
بجا لاے وہ سب احکام جبریل
نظر آنے لگے وہ حور جنت
وہان پہونچی تو سیا دیکہا تماشا
شجر کیسی زر گل کا سنے زیبا
نہین وہ تخت شان کبریا ہے
خوش الحان مرغ او ہر مین ورد اوراد
وہ آتش زار ہے جنت کا گلشن
تحیر مین رہے تا دیر خاموش
وہی ہے جسنی کر دی آگ گلزار
وہی رب زمین و آسمان ہی
جو کرتا ہے خداوندی کا دعوا
ضلالت کی سزا دی اسکو اللہ
جہنم کا ہے یہ ناری سزاوار
پدر کی چہوڑ دی تقلید اوسنی
ہوا ایمان سے روشن منور سینہ
مگر گہر مین نہ جب دختر کو پایا
کہڑی ہے اک زن پاکیزہ منظر
نہین انسان کی ایسے چشم و ابرو

پری ہی قاف سی آئی ہی اوڑکر — تجھے لایا یہاں میرا مقدر
وہ بولے تیری سر پر خاک بدبخت — علاوہ کفر کے احمق بھی ہی سخت
نہین پہچانتا ہے مجھکو اسپر — خدائی کا ہے دعوی کچہ حیاکر
اری نا فہم مین بیٹی تری ہون — تری گھر مین ہوئی پیدا وہی ہون
کہا نمرود نے میری تو دختر — نہ تھی اس شکل کی ای حور منظر
نہین ہرگز وہ تو مین جانتا ہون — نہ وہ بو ہی نہ خو مین جانتا ہون
نہین زنہار تو فرزند میرے — نہین زنہار تو دلبند میری
کہا لڑکی نے او سردار کفار — نہین اب تو بھی میرا باپ زنہار
کہ تو کافر ہے میرا کیش اسلام — کبھی تجھسے نہ مجھکو مجھسے کچہ کام
یہ سنتی ہی وہ ناری ہوگیا آگ — کہ تھی اسلام سے اوسکو بڑی
کہا ای دختر ان باتون سی باز آ — نکر اسلام اور ایمان کا دعو
نہین تو دونگا تجھکو ایسی تعزیر — اسے سب بھول جائیگی یہ تقریر
کرونگا وہ عذاب سخت نازل — کہ زندہ گور مین تو ہوگی داخل
کہا اوسنے کہ او دوزخ کی کندی — اگر دیوار مین بھی زندہ چن دی
تو کیا ممکن کہ مین ہو جاؤن مرتد — عبث اس امر مین کرتا ہی تو کد
مرا ہر حال مین حافظ خدا ہے — وہ حافظ ہے تو پھر ڈر مجھکو کہ
اگر خالق مرا مجھکو بچائے — تو کیا ممکن کہ تو مجھکو ستائے
بشر ہے تو چلیگا خاک قابو — ستا سکتا نہین نبی کو بھی تو
یہ سنکر اور غصہ اوسکو آیا — بدن مارے غضب کے تھرتھرا

کہا اس آگ مین اسکو بہی دو ڈال / پہنچ جائی سزا کو یہ بداعمال

چلی جب لیکے اوسکو سب جلانے / عطا سکے اور بہی ہمت خدا نے

کہا لوگون سے تم سب دور جاؤ / مین جاتی ہون نہ میری ساتہ آؤ

چلے یون آگ مین جلنے کو ناجی / طواف کعبہ کو جسطرح حاجی

نہی ایسی آگ مین جلنے کی مشتاق / کہ تہا جو تحیر جملہ آفاق

در آئی آگ مین ایک گویان / مگر میلا ہوا اوسکا نہ روبان

کہ تہے جبرئیل و میکائیل ہمراہ / محافظ تہے وہ دونون خاص درگاہ

خلیل اللہ کے پاس آئی تو حضرت / سراپا ہو گئے تصویر حیرت

فرشتون سے کہا کیا ماجرا ہی / یہ عورت کون اسکا نام کیا ہی

کہا سب نے کہ ہے یہ دخت نمرود / ہوا آج اس سی بہی برہم وہ مردود

کہ یہ اللہ پر ایمان لاسکے / نمانی باپ کی سلینے خدا سے

ہوئی خالق کے اسپر یہ عنایت / نہین ہی جس عنایت کی نہایت

کیا کافر سے مومن زشت سی خوب / بنایا ہر طرح سے اسکو محبوب

عجب انداز ہے رافت کا اوسکی / عجب انداز ہے رحمت کا اوسکی

جسے چاہے اوسی مقبول کر دی / جسی چاہی اوسے مخذول کر دی

کرم ہو جائی اکدم جسپر اوسکا / جہنم سے ہو جنت مین گہر اوسکا

مقام غور ہے ای دل نظر کر / کہ ایسی دختر مکروہ منظر

ہوئی نطفے سے جو کافر کی پیدا / کہلین جسدن سے آنکہین کفر دیکہا

جو پائی پرورش تو کافرون سے / اگر دیکہے روش تو کافرون سی

خدا کے نام سے ناواقف محض / رہِ اسلام سے ناواقف محض

خلیل اللہ کے جلنے کو سنکر / گئی خوش صحن سے بامِ مکان پر

وہاں پہونچی تو کیسا کفر کا نام / ہوئی وہ مومنہ فرخندہ فرجام

گئی بدشکل آئے حور پیکر / چمک میں رشکِ برقِ طور ہنکر

محبت ہو گئی خالق سے پیدا / ہوئی سو جان سے سو دل سے شیدا

زہی قدرت زہی شانِ رحیمی / زہی رحمت زہی اوسکی کریمی

مناجات

الہی صدقہ اپنی کرامت کا / الہی صدقہ اپنی مرحمت کا

یہی چشمِ کرم مجھپر بہی ہو جاے / کہ غفلت کی سیاہی دل سے ہو جاے

یہ بہڑکی دل میں میرے عشق کی آگ / کہ شیطان جاے اوسکو دیکھکر بھاگ

اوٹھاؤں داغِ الفت وہ جگر دے / الہی خاتمہ بالخیر کر دے

حکایت

روایت ہے کہ شبلی شیخِ کامل / بزرگِ پاک باطن صاحبِ دل

سوے دار الشفا گذرے تو دیکھا / کہ بیٹھے ہیں معالج اور اطبا

دوائیں سیکڑوں آگے دھری ہیں / گیاہِ خشک سے پڑیاں بھری ہیں

مریضوں سے مکان سارا ہے معمور / کوئی نزدیک ہے اونکی کوئی دور

کوئی نالاں ہے کوئی چپ پڑا ہے / کوئی بیٹھا ہے اور کوئی کھڑا ہے

اطبا سب ہیں صرفِ چارہ سازی / زبان پر سب کی حرفِ چارہ سازی

کہا شبلی نے بہی اک چارہ گر سے / بہاکر اشک اپنے چشمِ تر سے

کہ جھکو سے ہے گناہون کا مرض ہی
اگر اسکی دوا بہی ہو تری پاس
کہ مین اس درد سی ہون سخت بیتاب
کہا اوسنی نہین اسکے دوا کچہ
یہان ہوگا نہ اس غم سے افاقہ
کوئی دیوانہ تنکی چن رہا تہا
اوٹہا کر سر کہا شبلی ادہر آ
حیا کی پہول صبر و شکر کے پہل
نہال صدق کی ڈالی سے اوراق
ریاضت کی اگر پاؤن ہو ممکن
عرق اشک پشیمانی کا لیکر
کئی چلّے سے مضمون لکہے
اجاغ شوق پر رکہکر پکانا
مناسب چہاننے کا پہر سا مان
جو چہنکر صاف ہو جاتی دو پانی
قوام اسکا بہت مشکل سے ہوگا
کہ یہ معجون کہاتی ہے بڑی آنچ
غرض جب ہو سکے معجون تیار
تو رکہنا حفظ کے ڈبیا مین بہرکے

شفا حاصل ہو اس سی یہ غرض ہی
نہ تو ڈر اسوقت مجہ بیمار کے آس
رہا کرتا ہون اکثر بیخود و خراب
کہان تدبیر جز فضل خدا کچہ
طبابت کو نہین اس سے علاقہ
یہ باتین جو ہوئین سب سن رہا تہا
نیادون مین دوا اسکے ادہر آ
نبات و عجز کے جز غم کی کونپل
ادب کی چہال تخم حسن اخلاق
تو اوسمین کوٹ انکو رات اور دن
کہا کر روز تو اوسمین اسہین نر
بجہرا انکو دیکچے مین دل کی بہر
بجاتی ہمیہ جان سے اپنے جلانا
صفائی قلب کی صافی مین تو چہان
ملانا شکر شیرین زبان سے
یہ مطلب تیر سے سوز دل سے ہوگا
محبت کی اسی دہیما کرنی آنچ
رہی نقصان نہ باقی کوئی زنہار
ہوا سے التفات سے سرد کرکے

جہانتک تجہسی کہائی جاسے کہانا | کچہ اسکی قدر شرت پر نجانا
مضر ہونیکا اندیشہ نہین کچہ | ضرر اسنی نہین بخشا کہین کچہ
ہوا وفاسد عصیان کی حق مین | نہین مثل اسکا مستی کی ورق مین
ہوا ہوجائیگا درد و صباحے | جو چاہی امتحان کر دیکہی عاصے
یہ نسخہ ہے نہایت آزمودہ | اطبا ہی معارف کا ستودہ
کہا شبلی نے حضرت بارک اللہ | یہ نسخہ ہے کرامت بارک اللہ
یہ سنکر ہو گیا غائب وہ مجنون | پہر آسے شیخ شبلی تہا جگر خون

مناجات

خداوندا وہ توفیق اب عطا کر | کہ اس نسخے کو یہ عاصی بنا کر
گنا ہونکی مرض سے پای صحت | مرض جاتی اسلیے آہی صحت
مرض کی شدتین ہین روز افزون | دل افسردہ ہی ہر دم جان محزون
سعاصے سی مفر مجہکو ہے مشکل | مگر ہان رحمت کامل ہو شامل
تو کیسا پاک وصاف اوٹہون جہانسے | کہ حورین آئین لینی کو جنان سی
سفید اعمال نامہ ہو الہی | قیامت مین نہو میری تباہی

حکایت

ابو ایوب شیخ پاک باطن | یہ کہتی ہین کہ مین بیٹہا تہا اکدن
سنو عبرت کے قابل حال تازہ | کہ گذرا ایک فاسق کا جنازہ
اودہرسی پہیر کر منہ مین ہٹا آیا | کہ مجہپر پڑ نہ جاسے اسکا سایا
نماز اب اسکی پڑہوائی نہ کوئی | جسے تاقبر لیجاسے نہ کوئی

اوسی شب کو کیا جب خواب مینے ۔ تو دیکھا اک حسین شاداب مینے

اوسی فاسق کو محو سیر پایا ۔ مجھے دیکھا تو میری پاس آیا

کہا مینی بتا کیا تجھپہ گذری ۔ کہ انی مرد خدا کیا تجھپہ گذری

یہ گلشن کس طرح سی تونے پایا ۔ ثمر یہ کس عمل کا ہاتھ آیا

کہا اوسنی کہ اسے شیخ زمانہ ۔ سناؤن کیا تمہین اپنا فسانہ

خلاصہ سب کا اتنا ہی کہ اوسنی ۔ مجھی بخشا فقط اپنے کرم سے

بظاہر ہاتھ آیا یہ بہانا ۔ کہ تمنے جو مجھے بدکار جانا

ہٹ آئے دیکھکر مردی کو میری ۔ جنازیکی طرف سی منہ کو پہیری

یہ نفرت اوسکی رحمت کو نہ بہائی ۔ روش دلسی پسند اوسکو نہ آئی

ہوا نی الغفور حکم عفو تقصیر ۔ نہ دی اعمال بد کی مجھکو تعزیر

ہوا صادر یہ میری نام فرمان ۔ ابو ایوب سی کہنا کہ نادان

اگر گنجینۂ رحمت کی کنجی ۔ تری ہی قبضۂ قدرت مین ہوتی

تو کرتا تو جہان کو داخل نار ۔ نہوتا جنتی کوئی گنہگار

گنہگارو مقام غور ہے یہ ۔ نیا اوسکے کرم کا طور ہے یہ

کہ ہر دم جوش پر ہے رافت اوسکی ۔ بہانا ڈھونڈہتی ہے رحمت اوسکی

غضب ہی ایسی خالق کا نہو شکر ۔ بہت کم ہے کری انسان جو شکر

مگر کیا اوس سی ہو شکر ایسی رب کا ۔ جسی کفران نعمت کا ہو لپکا

اودہر سے مرحمت پر مرحمت ہی ۔ ادہر سے معصیت پر معصیت ہے

مناجات

الہی تو ہی کچھ ایسا کرم کر
کہ تیری یاد میں بیٹھوں میں جم کر

نکل جاوی ہوس دنیا کی دل سے
ہوا جو حرص میری آب گل ہی

سوا تیرے کسی کا ہوں نہ محتاج
خداوندا دعا سن لے مری آج

فلاکت سے نہایت ہوں میں بیتاب
گھلا ہی دیتی ہے یہ کاہش تن

کہاں تک قرضخواہوں کی یہ لی دی
جبھی تیرا اشارہ ہو وہ دیدہی

جو حاتم اس زمانے میں نہیں ہے
کمی تیری خزانے میں نہیں ہی

مجھی تو غیب سے دے دال آٹا
بڑھے ہے میں خرچ کرتا جاؤں جتنا

وہ دولت جس سے حسن عاقبت ہو
نہ ہی وہ جو وبال آخرت ہو

الہی ہی بہت کچھ اور ابھی دے
مگر سانہ او سکے یہ توفیق بھی دی

کہ صدقہ تو اس میں بھر رکھنا نہ سوجھی
مجھی کمیوں میں دھر رکھنا نہ سوجھی

سجھا مجھ سبھی اوسکا صرف یا رب
نہ آسی آبرو پر حرف یارب

سوا حاجات سے کب مانگتا ہوں
فقط انجاح مطلب مانگتا ہوں

مطالب میری سب تجھپر ہیں ظاہر
سوا تیرے نہیں ہے کوئی ماہر

اگرچہ اب تا کچھ اظہار مطلب
تقاضہ جانتا ہے وہ تری سب

جو مانگا تو نے اوس ہی سب ملیگا
کچھ آگے مل چکا کچھ اب ملیگا

کہاں ہے کوئی ایسا دینے والا
نہیں جسے عطا سے حق تعالی

حکایت

سنی ہے اک جوان کی یہ حکایت
اوسی سے لکھتے ہیں ہم بہر ہدایت

جوان تھا ایک شرارت سے گنہگار
بڑا آلودۂ عصیان سیہ کار

ہوا جسوقت وقت اوسکا ابتر
تو روئی دیکہکر ماں اوسکو مضطر

کہا اوس سی کہ ای فرزند دلبند
کیا کرتے تہی مین اکثر تجہے پند

کہ تو کر جرم و عصیان سی کنارا
خدا کا عادل ہے مشکل ہی گذارا

نصیحت کو مری دل مین جا دی
سُنی اس کان سے اوس کان اوڑا دی

خدا کو ساتہ تب لیکہ نہین ہی
نگر عصیان کی تیری حد نہین ہی

بہت اس دم تڑپتا ہے مرا دل
کہ ہو آسان کیونکر تیری مشکل

جوان بولا کہ ای مادر نہ گہبرا
نہو غمگین نہو مضطر نہ گہبرا

کہ جسکا مین ہون مجرم اور گنہگار
صفت اوسکی کرم ہے نام غفار

گنہ میرے پہاڑون کی برابر
تو رحمت اوسکی ہی اس سی بہی برتر

صفات بندہ و خالق مین ہی فرق
کریگا بحر رحمت مین مجہے غرق

معاً ہو جائیگی سب روسیاہی
نہین رہنے سکے باقی یہ تباہی

یہ کہکر مر گیا وہ خوش عقیدہ
سفر جب کر گیا وہ خوش عقیدہ

تو دیکہا خواب اک مرد ولی نے
بزرگ پاک باطن متقی نے

کہ ہی فردوس مین مشغول عشرت
تنعم سے نہین ہے اوسکو فرصت

کہا اوس سے ملا رتبہ یہ کیونکر
ہوا کس طرح جنت مین ترا گہر

جواب اوسنی دیا ای شیخ کامل
فقط رحمت نے اوسکی دی یہ منزل

مین رکہتا تہا جو اوس سی نیک امید
وہی کام آئی پایا عیش جاوید

ہوئی اس نقل سے معلوم یہ بات
کہ لازم ہے یقین عفو دن رات

رہی اپنی معاصی کا تو اقرار
نگر سمجہے کہ ہے اللہ غفار

وہ مجھکو پاکی عاجب نبخشیگا
عوض مجھسے گناہونکا نہ لیگا +

مناجات

الٰہی تو ہے دانا جانتا ہے
جو کچھ جس دلمین ہی پہچانتا ہی

مجھے سب ہے نیک امیدونکا پہل دے
زیادہ ہمت حسن عمل دے

حکایت

بیان کرتے ہین ابراہیم ادہم
چلا مین حج کو سوی بیت اکرم

ملا رستی مین اک مرد مسافر
مسلمانونکی صورت دلمین کافر

اوترتا تھا اوترتا تھا جہان مین
ٹھہرتا تھا ٹھہرتا تھا جہان مین

مین چلتا تھا تو چلتا تھا مری ساتھ
وہ تھا سایہ مرا گویا مری ساتھ

مگر رہتا تھا وقت بندگی دور
نہ لب پر ذکر کا آتا تھا مذکور

خیال آیا یہ میری دلمین اکدن
کہ دیکھون کیا ہے اسکا حال باطن

الٰہی ہے یہ کس مشرب کا درویش
عبادت کچھ نہین طرفہ ہی یہ کیش

بلاکر اوسکو اوسکا نام پوچھا +
کہان جاتا ہے کیا ہی کام پوچھا

کہا عبد المسیح اپنا جو ہے نام
اوسکی یاد سے ہی روز و شب کام

سفر کی وجہ کیا تمکو بتاؤن
ارادہ ہے کہ کعبہ دیکھ آؤن

کہا مین نے وہان ترسا کا کیا کام
کہ ہے وہ معبد ارباب اسلام

تجھے کیا فائدہ ہے اس سفر سے
رواں ہے شام تک ناحق سحر سی

کہا اوسنے مین ہون اک مرد آزاد
مزا ہے سیر کا خاطر ہو تا شاد

سنا ہی وہان مسلمانونکا احوال
کہ سب کرتی ہین دیوانونکی افعال

منارہ اکر سر بناتے ہین نیا روپ
کئی دن تک دکھاتی ہین نیا روپ

اوٹھا لیتی ہین کنکریان زمین سے
کہین پہونچاتے ہین اونکو کہین سے

مری سر مین بھی یہ سودا سمایا
ہوا ہی شوق نے مجھکو اوڑایا

تماشا دوست ہی میری طبیعت
اسی سے کی گوارا یہ مشقت

یہ سنکر مجھکو ایسا طیش آیا
کہ مثل بید تن سب تھرتھرایا

ہوئی صورت سی اوس ترسا کی نفرت
نہایت ہوگئی مجھکو عداوت

پھر اوسکو ڈھونڈکر مین نے نہ دیکھا
جدہر وہ تھا اودہر مین نے نہ دیکھا

جدا اپنا نہ تھا سامان اوس سے
پہونچکر کعبے چہوٹے جان اوس سے

طواف کعبہ کرتا تھا مین اک روز
کہ آئی ایک آواز جگر سوز

اوس آواز حزین پر پس گیا دل
ہوا مجھکو طواف کعبہ مشکل

ادہر دیکھا اودہر دیکھا کہ کیا ہی
یہ کسکی ہے صدا کیا ماجرا ہی

یکایک ایک جانب جو پڑی آنکھ
اوسی عبد مسیحا سی لڑی آنکھ

کہ ہاتھون مین تو ہی دامان کعبہ
وہ ہی سو جان سے قربان کعبہ

نیاز و عجز سے سر بر زمین ہے
زبان پر ذکر رب العلمین ہے

نہ گستاخی نہ وہ باطل مین اقوال
خدا سے کر رہا ہے عرض احوال

روان ہین متصل آنکھون سے آنسو
تڑپتا ہے نہین ہی دل پہ قابو

کبھی وہ گرد پھرکر چومتا ہے
کبھی منہ رکھکی اوسکو چومتا ہے

غلاف کعبہ آنکھون سے لگاکر
وہ روتا ہے کیا کیا تلملاکر

کہا مین نے کہ ای عبد مسیحا
بتا یہ کیا ہوا احوال تیرا

کہا عبد مسیحا تہا مین جب تہا — ہون اب تو بندہ رب مسیحا

چلا تہا بہر استہزا مین گہر سے — مگر گذرا یہ گہر جسدم نظر سے

کسی نے سینہ میرا چاک کر کے — کدورت اور غش سے پاک کر کے

مجلے کر دیا انوار حق سے — مجلے کر دیا اسرار حق سے

نہین ہے دل مین اب جز نور ایمان — مرا سینہ ہے گویا طور ایمان

خبر ہے پاؤن کی مجہکو نہ سر کے — سراپا لو لگی ہے اب اودہر کی

بہی جی چاہتا ہے اب کہ یہ گہر — کبہی صورت سی رکہون دل کی اندر

نہین چلتا ہی بس جز عجز و زاری — اسکی سے یہ ساری بیقراری

کرو اے بندگان حق تامل — ذرا جو نک کہان تک یہ تغافل

کہ کیا کیا رنگ دکہلاتی ہی رحمت — اودہر کس کسکو لیجاتی ہی رحمت

مسیحا کو خدا سمجہے جو بندہ — شریعت کو برا سمجہے جو بندہ

کرے طعن اہل ایمان پہ ہزار — خدا کا کچہ نہ اوسکے دل مین ہو ڈر

دل ارباب ایمان جو دکہاوی — باستہزا خدا کے گہر مین آے

جو نے سمجہے کہیل ہین اعمال جسکے — تماشا دیکہنے کو گہر سے نکلی

قطرہ پڑتے ہی کعبہ پہ ہو دل لوٹ — نہ سنبہلی ایسے گہری کہا ہی وہ چوٹ

ہو اوسکی حال سی رحمت ہو شامل — خدا کے خاص بندون مین ہو داخل

ضلالات چہوڑ دے پاے ہدایت — سرافرازی کی خلعت ہو عنایت

باستہزا حرم مین آنے والا — ہوا جب خاص عبد حق تعالی

توجہ اخلاص سے کعبہ کو جاے — اوسی کیونکر نہ اسکا دہیان آوی

کہ بیشک جسپہ رحمت ہوگی اوسکی | دو عالم مین عنایت ہوگی اوسکی

مناجات

مجھے سب ہے یہ شرف یارب حاصل | کہ ہون اخلاص سے کعبی مین داخل
کہان تک ہند مین میری نباہی | مشرف حج سے ہو نہین پایا الٰہی
بسر ہو جس حرم خاص کا طوف | قیامت مین تباہی کا مٹے خوف
غلاف کعبہ آنکھون سی لگاؤن | کچھ اپنے حال پہ آنسو بہاؤن
اودھر سے مین کہون لبیک اودہر سے | یہی آئی صدا دیوار و در سے
نیا نغمہ سناتے ساز لبیک | صدا گنبد کی آوازِ لبیک

حکایت

روایت ہے کہ جب روز قیامت | بُری اچھے ہم سب ہو گی خلقت
کھلین گے دفتر افراد اعمال | ہر اک سی اوسکا پوچھا جائیگا حال
تو حاضر ہوگا اک مردِ گنہگار | سیہ طالع سیہ باطن سیہ کار
سوال اوس سی یہ ہوگا او بد انجام | کئی دنیا مین کیون تو نے بری کام
کہیگا وہ کہ ای خلاقِ عالم | کرون کچھ عرض گر تو ہو نہ برہم
جواب آئیگا کہ تو بے تکلف | صداقت سے نہ ہو لیکن تخلف
ہمین مد نظر ہے عدل و انصاف | جو کچھ دل مین ہو تیری کر بیان صاف
کریگا عرض تب یون وہ گنہگار | کہ ای مولا مری ای میری غفار
نہین مجھسے ہوا کوئے برا کام | اب آگے تو ہے مالک جو ہو انجام
جو دیکھیگا خطِ عصیان کے صورت | پڑی تکرار کی آئیگی نوبت

خدا فرمائیگا تیرا ہی یہ حال | کہیگا وہ نہین میری یہ اعمال
تب اوسکو حکم آئیگا کہ ایمرد | فرشتونکی یہ ہے لکہی ہوئی فرد
کریگا عرض وہ یا رب بجا ہی | جو کچہ بجا تہا وہ اسمین لکہدیا ہی
خطاب آئیگا او بیباک بدذات | جو کچہ افعال تو کرتا تہا دنرات
فرشتی کرتے تہے ایک ایک مرقوم | مگر تجکو نہ کچہ ہوتا تہا معلوم
تو انسی پوچہلے ہے انکی تحریر | بتا دینگے تجہے یہ تیری تقصیر
کہیگا وہ کہ یا رب یہ فرشتی | مرے سی کیون کہینگی سب ہین تیرے
زمین تیری فلک تیری مرا کون | بشر تیری ملک تیری مرا کون
تب آئیگا یہ فرمان الہی | کہ اچہا تیرے اعضا دین گواہی
کریگا پہر خطا کا اپنے اقرار | کہ اونسے تیرے کیسے جائیگا انکار
کہیگا وہ گواہی پہلے سُن لون | تو پہر سچ جہوٹ جو کچہ ہو وہ کہدون
تو اول ہو گی ہاتہون سی یہ حجت ا | کہی کیا کام تمسے تم کہو رات
کرینگے جب وہ اظہار معاصی | تو بول اوٹہیگا وہ بیباک عاصی
کہیگا یا رب تو ہی منصف تو ہی عادل | شہادت میری حق مین ہی باطل
سبب یہ ہے کہ دونون ہاتہ میری | رہی دنیا مین جبتک ساتہ میری
نہ دیا ہاتہ انکو نصد آرام | مری ہاتہون اذیت سی رہا کام
کیا ہی مین نے انکو زندگی بہر | وضو کے وقت آب سرد سی تر
اکڑ جاتے تہے یہ سردیکی ماری | اوسیکی آج بدلی ہین یہ ساری
گواہی انکی مین کب مانتا ہون | انہین اچہی طرح پہچانتا ہون

یہ ہوگا اوسکے پاؤنکو اشارا | کہ تم بولو چلین تھا کیا تمہارا
جرائم کا کرین گے وہ بھی اقرار | کہ اچھی تھی نہ اسکی کوئی رفتار
کہیگا وہ ہی انکی دلین بھی سیل | کہ مین اکثر رہا ہون قائم اللیل
بہت تہک تہک گئی بہر بہر گئی ہین | خداوندا ورم کر کر گئے ہین
یہ کیونکر وقت پاکر چپ رہین گے | مخالف ہی کہین گے جو کہین گی
زبان سی حکم ہوگا پہر کہ تو بول | جو ہون اسرار پوشیدہ وہ تو کھول
کہیگی وہ بھی دست و پا کی مانند | کہ یہ غیبت نہ گالی پہ رہا بند
کہیگا تب یہ مجرم جوڑ کر ہاتہ | کہ یارب حکم ہو انصاف کی ساتہ
زبان کی میری حق مین کیا گواہی | اوٹھائی ہی بڑی اسنی تباہی
جو کہانا بد مزہ اسکو کہلایا | تو پانے نیگرم اسکو پلایا
یہ جبسے مانگتی تہی چٹ پٹی چیز | مین دیتا تھا اسی بی طرح کی چیز
شکر یہ مانگتی تہی خالق پاک | مین کہتا تھا ارے منہ مین ترے خاک
وہی وہ وہ اور دنیا کے بلائین | یہ کہتی تہی مری حصے مین آئین
مجھے منظور اپنے نفس پہ جبر | کہ تا ہو اسکو کچہ عادت صبر
غرض میری زبان دشمن ہی میری | اب آگئی تو ہے حاکم رای تیری
شہادت پو دین گے جملہ اعضا | مگر معقول ہوگا یہ نہ اصلا
کہیگا الغرض اے جملہ آفاق | یہ سب شاہد گواہی مین تو ہین طاق
مگر ان سب کو مجھسی ہی عداوت | کہ پہونچی ہی انہین مجھسے اذیت
یہ سب تیری طرف ہین پاکے قابو | الہی آج ہو میرے طرف تو

مری اعضانے بھی منہ مجہسی پھیرا ۔۔۔ نہین تیرے سوا اب کوئی میرا
جو کچھ منظور ہو وہ حکم یاںدون ۔۔۔ کہے جنت کہے دوزخ کو جاؤن
خطاب آئیگا اودھر اے چالاک ۔۔۔ مکرنا ہے خطائین کرکے بیباک
ڈہٹائی ختم ہے تجہپر مگر خیر ۔۔۔ چلا جا گلشن جنت کی کر سیر
عجب نیرنگ ہین شان کرم کے ۔۔۔ نئے ہین رنگ عنوان کرم کے
اودہر ظاہر ہین مقصود اوسکا اقرار ۔۔۔ ادہر توفیق پہیردو انکار
اودہر شاہد کو حق گوئی کی تاکید ۔۔۔ ادہر مجرم سے وقت جرح تائید
کہا اون سے سوالون مین خطاب آپ ۔۔۔ بتائے کیسے سوالون کے جواب آپ
اوسیکی سمت سی ہے بات جو ہی ۔۔۔ کہون کیا یہ معما گو مگو ہے

مناجات

الہی تیری رحمت کی ہین سو ڈہنگ ۔۔۔ تری فضل وعنایت کی ہین سو رنگ
کسی کو نیک کرداری کی توفیق ۔۔۔ کسی کو نالہ و زاری کی توفیق
کسیکو خلعت ذوق محبت ۔۔۔ کسیکو منصب شوق محبت
کبھی کو بے اطاعت بخشتا ہے ۔۔۔ کسی کو بے کے محنت بخشتا ہے
اسیطرح روسیہ بھی رہ نجائے ۔۔۔ ادہر بھی دور اس ساغر کا آئے
دہی سبسے سمت کیف عشق کردی ۔۔۔ اب اسکی دل کا پیمانہ بھی بہردی

حکایت

بخارا مین بڑا زاہد تھا اک مرد ۔۔۔ نکو کاری مین یکتا زہد مین فرد
گیا اک دن وہ دریا کے کنارے ۔۔۔ نہانے کے لیے کپڑے اوتارے

کہین بہتا ہوا اک سیب پایا
خیال اوسوقت زاہد کو یہ آیا

اگر اس سیب کو مین چھوڑ دونگا
بپاس اتقا اسکو نہ لونگا

تو سڑ جائیگا یونہین بہتے بہتے
بگڑ جائیگا یونہین سہتے سہتے

خدا کا مال ہے ضائع کرون کیا
جو وہ سمجھا اسے تو پھر مین لون کیا

غرض یہ سوچکر اوسکو اوٹھایا
مزہ لی لی کے اچھی طرح کھایا

جب اوسکو کہا چکا یہ مرد صوفی
تو دہیان آیا ہوئی کیا بیوقوفی

نہ حلت اسکی کچھ سوجھی نہ حرمت
خدا کے سامنے اب کیا ہی حرمت

پھنسا ناحق بلا مین حسب خواہش
ہوئی پرسش تو ہوگی کیسی کاہش

فریب نفس بد مین آگیا مین
بڑا شیطان کا دہوکا کہا گیا مین

نہین اب اور کوئی اسکی تدبیر
مگر مالک سے چاہون عفو تقصیر

اگر وہ بخشدے تو ہو رہائے
بڑی مشکل یہ مجھکو پیش آئے

چلا غربت مین چھوڑا اپنے گھر کو
جدہر سے سیب آیا تہا اودہر کو

کہ شاید مالک اسکا کوئی ملجاے
وہ کردی عفو غنچہ دلکا کہلجاے

اسی دہن مین چلا جاتا تہا بارے
ملا اک باغ دریا کے کنارے

کہ اوسمین سیب کا بہی اک شجر تہا
کنارہ بحر تہا اور بار ور تہا

کئی شاخین تہین ایسی سر جہکائی
کہ پہل ٹوٹے تو دریا ہی مین آئی

کہا اسنے کہ بیشک ہے یہی باغ
دیا ہے جسکی پہل نے یہ گل داغ

در آیا باغ کے اندر وہ بیتاب
تو دیکہا باغ ہے سرسبز و شاداب

کہا اک باغبان کے پاس جاکر
یہ اشک اپنی آنکہون سے بہاکر

کہ مجھسے ہوگئی ہے ایک تقصیر
نظر ہی اس باغ کا اک سیب گرکر
نہ سوچا کچھ کہ کسکا مال ہی یہ
مصیبت بین پڑا ہون اوسکو کہا کر
کہا اوسنی حقیقت میری کیا ہی
یہانسی تہوڑی دور اک باغ ہی اور
وہان اس باغ کا مالک ہی موجود
گئی اوس باغ کو دیکہا کہ دریہ
کہا اوس سی یہی اپنا حال عن عن
محافظ ہون بین داروغہ ہون اسکا
وہ شہر بلخ کا ہے رہنے والا
ہوا اسیلے تو فسخ انکا ارادہ
تو سوچی کچھ کڑی منزل نہین ہے
ہوی پہر بلخ کے جانب ہوا ہے
در آئی بلخ بین مالک کو پایا
کہا اوسنی کہ ای زاہد وہ گلزار
خریداری ہی بیشک مجکو منظور
لکہا ہی کوفی کو ایمرد صوفی
مرا عفو خطا بین کیا ہے تا بہ

اوسی مدد کردی عفو ای پیر
بہا جاتا تہا اس دریا کے اندر
طمع سے اوسکو کہا یا حال ہی یہ
مناسب ہے کہ تو عفو خطا کر
بین اک نوکر اجازت میری کیا ہے
نہین جز سیب اوسمین کوئی شی اور
تم اوس سی جا کی جا ہوا اپنا مقصود
رہی اک مرد معمر جا مے در بہ
کہا اوسنی نہین میرا وہ گلشن
وہ مالک ہی ملازم ہو نہین جسکا
اگر عفو خطا چاہے وہان جا
مگر جب فکر کے اسمین زیادہ
سفر سے یہ سفر مشکل نہین ہے
اوٹھانی راہ کی ساری تباہی
اوسے سارا یہ افسانہ سنایا
پر ایا ہی نہین بین اوسکا مختار
بین اوسکو مول لونگا تا بمقدور
کہ مالک اسکا ہی اک شخص کوفی
اگر منظور ہے کوفی کو جا تو

ہوئی یہ بلخ سے کوسنے کو رہرو
پہونچکر وہان نہایت کی تگ و دو

بڑی کوشش سے مالک تک آیا
جو تہا احوال سب اوسکو سنایا

وہ سنکر ابتدا سے حال سب کا
یہ سوچا دلمین اللہ ری مجاہد

عجب یہ مرد ہی پاکیزہ طینت
کیا پہر التماس اس سی بہ نیت

ابہی تو آپ آئی ہین سفر سے
مین جاکر ماحضر لاتا ہون گہر سی

کہ آپ اپنی کہو لین لین فراد م
پہر اسکی بعد باتین ہونگی باہم

یہ کہکر اوس سے وہ اپنی گہر آیا
زبان پر اپنی زوجہ سے وہ لایا

کہ اک آیا ہی ایسا نوجوان آج
جو ہی تقوی مین یکتا ہی جہان آج

پہر اوسکا حال سب کہکر بہ تفصیل
کہا کہانا اوسی بہیجو بہ تعجیل

دیا اسمین کیا تمہارا سے اشارا
ارادہ دلمین قطعی سے ہمارا

کرین دختر کا عقد اوس نوجوان سے
کہ پیوند زمین ہو آسمان سی

کہا اوسنی کہ مجہکو عذر کیا ہی
تمہارا جو ارادہ ہو بجا ہے

مگر اچہے طرح سے فکر کرلو
عزیزو اقربا سے ذکر کرلو

تم اک نامی ہو تا جرو وہ تہیدست
مسافر خستہ افلاس سی پست

یہانکا رہنے والا بہی نہین ہی
یہ لڑکی چہوٹ جائیگی یقین ہے

کہا اوسنی کہ جو ہونا ہو سو ہو
مشیت مین ہی اوسکی دخل کسکو

وہ مفلس ہی مسافر ہی بلا سے
مگر یہ عہد تہا میرا خدا سے

کرونگا عقد اسکا متقی سے
صلاح اس امر مین لون کیا کسی سی

نہین ممکن کہ ایسا صاحب ورع
تکو کار ہمین یکتا تابع شرع

کہیں دنیا مین مجھکو ہاتھ آسے
بلا سے اب رہی لڑکی کہ جاسے

یہ کہکر بیبکے کھانا باہر آیا
نکھاتی تہے وہ مشکل سے کھلایا

کبھی شیرین زبانی سے یہ پھر بات
ہوا مین خوش ہوئی تمسے ملاقات

مگر جو اصل مطلب ہے تمہارا
نہین جز سعی اوسمین مجھکو چارا

کہ ہی دختر مری اک کور اور کر
اپاہج ہاتھون سے لنجی سراسر

حقیقت مین وہ باغ اوسکا ہی ملوک
غنی ہی وہ نہین کچھ ایسی مفلوک

کہا اوس سی جو بحر عفو تقصیر
توکی اوسنی یہ جیسی صاف تقریر

وہ مجھکو عقد مین لاتی تو بخشون
اگر اس راہ پہ آسئے تو بخشون

یہ سنکر عقل اوسکی ہوگئے دنگ
ہوا بیچارہ اپنی جان سی تنگ

کہا دل نے کرو یہ بھی گوارا
بگڑتا کچھ نہین اسمین تمہارا

عذاب آخرت کی کسکو طاقت
کہ تیز آتش ہے دوزخ کی نہایت

کہا اچھا مین اسپر بھی ہون راضی
ابھی ہو عقد جلدی آئی قاضی

وہان کیا عقد شرعی مین تامل
فراغت ہوگئی دم بہر مین بالکل

وہ دن جسوقت گذرا ہوگئی رات
ہوئی زوجہ سے شوہر کی ملاقات

دولہن ہاتھ آئی اوسکو حسن مین طاق
ادا و ناز مین یکتا سے آفاق

ہوا دولہا کو حاصل اک تعشق
کیا سو جان سے دلکو تصدق

گیا دل ہاتھ سے دینے لگا جان
کھلین آنکھون سے آنکھین کانو سے کان

بنی ستھے دست و پا اس حسن کی ساتھ
کہ جو دیکھے وہ دھوئے جانسے ہاتھ

ہر اک صورت سی دل اسکا تھا خرم
مگر اس بات کا کچھ کچھ ہوا غم

که اسکا باپ کاذب ہے بلاریب — که کہتا تہا ہین لڑکی ہین کسی عیب
نہ آنکہین ہین نہ کان اونکی نہ ہین ہاتہ — ملی اُکلی تو پوچہون لطف کے ساتہ
که ایمرد مسلمان تہی یہ کیا بات — بتاتا تہا جو تو ونکو کہی رات
تری لڑکی تو ہی ہر طرح سالم — کیا اظہار یہ کیا تونے ظالم
دولہن کی مان نے تہگئین اوسکو پاکر — کہا داماد کے نزدیک جاکر
که کیا ہی وجہ ناشادی بتاؤ — وہ بولا اپنے شوہر کو بلاؤ
تو مین پوچہون که کہتا تہا یہ معما — بتایا اپنے لڑکے کو جو ایسا
کہا اوسنے که اونکو کیون بلاؤن — مین معنی اس سخن کے تا بتاؤن
سنو صاحب یہ آنکہون سے ہی اندہی — مگر ہین اندہی ہونی کی یہ معنی
که نامحرم کی صورت سی ہی نفرت — لڑکین سے ہی اسکو پاس عصمت
نہین ہیں دیکہتے سوے اجانب — نظر کرتی نہین غیرون کی جانب
کہا کانون سے بہری یہ بہی سے حق — نہین سنتی کلام لغو مطلق
کہا لنجی ادسے یہ بہی بجا ہے — نہین چہوتی سے جو شئی ناروا ہے
نہایت خوش ہوا یہ سُن کے زاہد — که بر آئے ہری ساری مقاصد
وضو کرکے نماز شکر ادا کی — لگا تعریف کرنے پہر خدا کی
تب آئی ہاتف غیبی سے آواز — که ہین دنیا مین تو ہم سوز اور ساز
مشقت کی جو تونے ہے ڈرکر — کیا خوف عذاب روز محشر
صلہ دنیا مین تو اوسکا یہ پایا — ملیگا اس سے عقبے مین سوایا

مناجات

مجہی بخشی ایسی ہی توفیق اے الٰہی | کہ آنکہون سی ہون اس منزلین راہی
کرون تبعیت ایسے زاہدونکی | رہی تقلید ایسی عابدون کے
پڑا ہی بال پر نیت نہ سب بہٹکے | قیامت کی اوٹہاؤن مین جہٹکی

حکایت

سنا ہے یہ کہ روح اللہ اک روز | سفر مین تہی کسی جا رونق افروز
وہان کے ساکنون نی کی شکایت | کہ اک دہوبی یہان رہتا ہی حضرت
غضب کا چور ہی طرار ہے وہ | بڑا ظالم بڑا عیار ہے وہ
بہت رہتی ہین ہم اوس سی غم اندوز | کہ کپڑی پہاڑتا ہی سب کے ہر روز
بدل لیتی ہین دم بہر کے نہین دیر | قیامت کا اوسی آتا ہی ہتہ پہیر
اسکی رہتی ہی دن رات اوسی تاک | نئی اچہی کہین ملجاے پوشاک
خوشامد کرتے کرتے ہو گئی تنگ | نہین وہ چہوڑتا اپنے مگر ڈہنگ
کہان تک کیجیے نقصان پر صبر | پڑی ہم سب کا اوسکی جان پر صبر
رہی اوسکی ہاتہون سب کا ناک مین دم | دعا فرمائین حضرت جاے یہ غم
کہا حضرت نے بلواؤ تو اوسکو | ہماری سامنے لاؤ تو اوسکو
کہا سب نے گیا ہی گہاٹ پر آج | سحر کے وقت آیا تہا ادہر آج
ہماری سبہی کپڑی دہو گیا ہے | اوتارہی تہی جو اب وہ لی گیا ہی
پہنتی ہین وہ دو کرتا ہی پہیری | سو وہ بہی اسطرح جیسی کٹیری
نصیحت وہ نہین سنتا کسیکی | جو نقصان ہو تو مانی آدمی کی
نہ چہوڑیگا کبہی اپنی شرارت | دعا فرمائین حضرت ہو وہ غارت

اوٹھاکر ہاتھ حضرت نے دعا کے
کہ یارب انکو ایذا سی چھڑا دی
اب انکو منہ نہ وہ ظالم دکھائی
دعا سی ہو چکی فارغ جو حضرت
ستو تھوڑا سا اب دہوبی کا بھی حال
چلا وہ گھاٹ کو جب اپنے گھر سے
پہونچ کر گھاٹ پر بیٹھا جو کھانے
کہ بابا ہم بھی بھوکی ہین کھلا کچھ
اوٹھا دی اوسنی اک روٹی کہ کھا
کیا کرتا ہی کپڑی جیسی تو صاف
پسند آئی دعا دہوبی کو ایسی
دعا اوسوقت کی اوسنی خدا سے
یہ سنکر اسنی دی اک اور روٹی
گدا نے پھر خدا سے یہ دعا کی
کہ یارب اسکو دی جنت مین اک گھر
ہوئین ساری دعائین اسکی مقبول
سحر کو جب اوسی لوگون نے دیکھا
اجل کیسی اسی تب بہی نہ آئی
یہ کی حضرت سی جاکر عرض سب نی

یہ درگاہ خدا مین التجا کی
جو وہ موذی ہو تو اوسکو سزا دے
الہی گھاٹ سے زندہ نہ آئی
ہوی سب اپنے اپنے گھر کو رخصت
کہ اوسکا کیا ہوا اوس روز احوال
تو باندہ مین روٹیان بہی کچھ گھر سی
کیا اوس سی سوال اک گدا نے
خدا کے دوست دی نام خدا کچھ
کہا اوسنی فقیرونکی دعا لے
کری ہو لے ترا دل یوہین شگفت
کہ اوسنی دوسری روٹی بھی دیدی
بچا یارب اسی تو ہر بلا سے
کہ کانپی خوف حق سے بوٹی بوٹی
بحال اخلاص سے یہ التجا کی
جو مشرق سے ہو مغرب تک برا
وہ دہوبی گھر کو آیا حسب معمول
کہ سالم ہے نہین بیمار اصلا
سزا تھوڑی بہت کچھ بہی نپائی
شکی تنبیہ کو سے اوسکو رب نے

وہ عامنت کی ہی ہر طرح کامل
کہ ایسی بد بلا جسکی نہین حد
یہ سنکر حضرت عیسی فلک شان
کہا تجھسے ہوئے کیسے گہاٹ پایا
کہا کیا کیا سے کئے تو نے عمل کل
کہا دہوبی نے اک مرد مسافر
سوال اوسکا نہ مجھسے ہو سکا رد
اوٹہا دین مین نے اوسکو روٹیان تین
خدا سے رو کے کیا کیا التجا کی
اسی اثنا مین لائے وحی جبریل
یہ دو حکم دہوبی کو کہ جلد سے
کہولی گٹھری سے تو کھلجای حقیقت
غرض حضرت نے منگوائی وہ گٹھری
تھا اوس گٹھری کے اندر سانپ کالا
کہا حضرت نے ای افعی بتا تو
کہا اوسنے ہوا تہا مجھکو فرمان
کہا حضرت نے کہ پھر کیون نہ کاٹا
خدا نے سبب کر منہ پہ مہر کر دی
نہین ممکن ہے اب دہوبی کا ہلاک

مگر ہم سب پہ قہر اوسکا ہے نازل
نہ حضرت کے دعا سے بھی ہوئی رد
اوٹھے وہان سے چلے سوی بیابان
اوسی دہوبی کو پاس اپنے بلایا
کہا اخفا بتا سبکو مفصل
ہوا تھا وقت اکل و شرب حاضر
کہ ہی اس بات مین مجھکو بڑی کد
دعا دی اوسنے دی تجھکو خدا اوسیا
بلاؤن سے بھی بچنی کی دعا کی
کہ ای عیسی سنو اب اسکی تفصیل
اوٹہا لائی ذرا کپڑونکی گٹھری
ابھی حل ہو معما سے حقیقت
اوسی کہو لا جو پاس آئی وہ گٹھری
نکلا اوسنے پہن اپنا نکالا
یہان آنی سے تہا کیا کام تجھکو
کہ اس دہوبی کو کاٹون ہو یہ بیجان
کہا اوسنی کہلا کر مجھکو آتا
فرشتون نے سبھی اکر خبر دی
اگر وے ہون اسکی مفت افلاک

کہ اوسنی دی جو روٹی اوس گدا کو
تو سمجھے رو کیا اسکی قضا کو

پند سودمند

عجب دہوبی کی روٹی کام آئی
کہ مرتے وقت جان اوسکی بچائی

نہین کچھ قوت خیرات کے حد
بلا ہوتی ہے رد اس سی قضا رد

تامل سے جو دیکھین اہل تمیز
خدا کی راہ دینا ہے بڑی چیز

مگر دینا اوسی کہتی ہین ای دل
کہ ہو اخلاص بھی کچھ اوسمین شامل

جسی دی پھر نہ آنکھ اوس سے ملائی
کہین ایسا نہو شرم اوسکو آئی

چھپا ہی دی سکے انسان تا بمقدور
نہو دنیا مین شہرت اوس سے منظور

جسی دی اوسکا خود ممنون ہو جائے
اگر واین ہو تو یہ یون ہو جائے

حقیقت مین ہی محسن لینے والا
کہ دیتا ہے اوسی جو دینے والا

یہ اسمین ہو کہ ہو اللہ کا نیک
عوض مین ملتی ہین دس دی اگر ایک

عوض دیتا ہے خالق اوس سے بڑھکر
یہان دس دو وہان ملتی ہین ستّر

بشر سوچے تو کھلتا ہے حقیقت
بھلا کیا ایک کو اتنی سی نسبت

تکلف اور یہ سنئی کہ انسان
جو کرتا ہے چھپا کر کوئی احسان

ریا سے پاک ہوتے ہے جو نیت
تو خالق اوسکو خود دیتا ہی شہرت

اگر کرتا ہے ظاہر دینے والا
چھپا دیتا ہے اوسکو حق تعالی

خلاصہ یہ کہ ہے اخلاص اکسیر
نہین اکسیر مین بھی ایسی تاثیر

مناجات

الٰہی مین نے ہر مقصود چھوڑا
عنایت کر مجھے اخلاص تھوڑا

خدایا مال دی توفیق کے ساتھ
رہے خالے نہ میرا عمر بھر ہاتھ

ادھر پاؤن اودھر للہ دیدون
جو ہاتھ آئے خدا کی راہ دیدون

خداوندا اثر اوسکا ہو ایسا
پہلون پہولون ثمر اوسکا ہو ایسا

مری اہل وعیال اخوان و احباب
اعزہ طفل ہون یا شیخ یا شاب

دو عالم کی بلاؤن سی ہون محفوظ
رہین سب عمر بھر دلشاد و محظوظ

حکایت

روایت ہی کہ ادنی عاشقِ حق
ہوا خواہ جمالِ حسنِ مطلق

نکلکر قبر سے روزِ قیامت
نظر دوڑائیگا جب سوی جنت

تو دیکھیگا کسے کو جام در دست
کسی کو بادۂ کوثر سے سرمست

کسیکو محو سیرِ لالہ و گل
کسیکو وقفِ سیرِ سرو و سنبل

کسیکو گوش بر آوازِ الحان
کسیکو محو دیدِ روی غلمان

کسیکو پائیگا حورون سی ہمدوش
کسیکو شوق مین وا کردہ آغوش

یہ عالم دیکھکر رونے لگیگا
تڑپ سی دل لگی جی کھونے لگیگا

کہیگا وا ای قسمت وای تقدیر
نہین یہان بھی کوئی وصلت کی تدبیر

تعیش کے ہین سب سامان تو موجود
مگر سرمایۂ عشرت سے مقصود

یہ کہکر پھر کھڑا ہوگا و مشتاق
یہ سامان دیکھنا ہوگا اوسی شاق

اسی اثنا مین آ پہونچیگا رضوان
کریگا پیشکش گلہای ریحان

کہیگا وہ کہ ای رضوان جنت
نہین مین طالب ریحان جنت

کری کیا لیکی ریحان مست رحمان
ہٹالے سامنی سی میرے ریحان

بتا دی مجھکو تو دوزخ کا رستہ — پڑون جاکر وہان مین دل شکستہ
جہنم مجھکو اس جنت سے بہتر — وہان کا رنج اس راحت سے بہتر
عوض اپنی شکم پرور وہان سی — مین بیچونگا کہ لین حصہ جنان سی
مین بہوکا ہون تو ہون انواع حق کا — جو پیاسا ہون تو ہون دیدار حق کا
کرینگا جب نہایت آہ و زاری — اثر دکہلائیگی تب بیقرارے
کہ پہونچیگا وہ اپنے مدعا کو — ترحم آئیگا اوس بیسر حدا کو
عجب انداز اوسکی نازکی مین — سنئی فا نون اوسکے سازکی مین

حکایت

روایت ہی کہ شیخ بشر حافی — ولی کامل و صوفی صافی
چلے بغداد کی مسجد سی اک روز — ہوی بازار مین جب رونق افروز
لیا یکا پکایا مول کہانا — کہڑا تہا ایک لشکر اونسی جانا
کہ بیشک خود یہ کہائین گی چہپاکر — مریدونکی نگاہون سے بچاکر
یہ کہاتین دیکہیی اور اوسپہ پہر — کہ ہین مشہور حضرت صائم الدہر
یہ ٹہانی دلمین مردک نی کہ چلیی — دکان سی جب یہ نکلین تب نکلیی
مناسب ہی کرون پیچہا دبی پا تو — الگ ایسا نیائین یہ کہین چہپا تو
رہون پیچہا ہوا مین دیہنی پائین — کسی گوشی مین چہپ کر جب یہ کہائین
کہون میرا اسلام ای صائم الدہر — یہ کیسی ہین صیام ای صائم الدہر
وہان سی شیخ نی اوٹہکر جو لی راہ — ہوا سایہ صفت ہمراہ بدخواہ
نکلکر شہر سے کچہ فاصلے پر — ملا مسجد مین اک مرد معمر

گئی پاس آپ کہانا جا کے رکہا
کہا اوس مرد نے کہانا تناول
غلط سب یہ اگمان تہا انکی نسبت
اسی اندیشی مین ہو یا وہ ناشاد
کہولی آنکہ اسنی جبکے پہنچا گہر کو
اوٹہا اس قصد پر مسجد سی ناشاد
یہان سے کوس بصرہ ہے یا زیادہ
ہنسا وہ اور کہا تو ہوش مین آ
تو اپنی قصد سے جا پیش فصاد
یہان سے منزلون کا فاصلہ ہے
یہ سُنکر اوڑگئے اوس شخص کی ہوش
کہ کیا یا رب عجب غربت مین پڑا مین
نہ مرکب ہے نہ توشہ ہے کمر مین
بہوری قدم اوس نے اوٹہایا
وہان تہا اک وہی مرد معتمد
سُنایا اوسکو اپنا حال سارا
مگر تا جمعہ آئیندہ وہ دم لو
کہ روز جمعہ پہر یہان آئین گی شیخ
مین چلتے وقت کر دونگا تمہین ساتھ

بہرا پانی کنوین سے لا کے رکہا
ہوا منکر کو دل مین یہ تخیل
یہ بیشک ویسی ہین جیسی ہی شہرت
پہر آسے بشر حافی سوے بغداد
کہ مین بہی ہون روانہ اپنی گہر کو
کسی نے سے راہ مین پوچہا کہ بغداد
پہونچ جاون مین جلدی ہے اراد
گئی سے عقل کچہ تجہکو سے سودا
اری شہر دمشق اور شہر بغداد
پہونچنے کا تجہے اب حوصلہ ہے
رہا اس سوچ مین تا دیر خاموش
الہی کس مصیبت مین پڑا مین
بڑی مشکل سے گذری کی سفر مین
پلٹ کر پہر اوسی مسجد مین آیا
ادب سے یہ بہی بیٹہا پاس جا کر
کہا اوسنی نہین کچہ بس ہمارا
کسی گوشی مین تم اک ہفتہ ٹہہرو
مری دعوت کا کہانا لامین کی شیخ
کرونگا سعی دونگا ہاتہ مین ہاتہ

تہیں گہر تک وہ پہونچا دیکہی تہی اوسکو
پڑی امید اسی کچہ بند ہی آس
سوا اسکی نہین صورت کوئی اور
مٹی وہ گہر پہونچنی سی جو تہی پاس

غرض جمعے کو حضرت لائی تشریف
کہا حضرت نی کہیی تب یہ کی عرض
کہا اوس مردنے دون ایک تکلیف
کہ ہی اسکی خطا سے درگذر فرض

یہ اپنی بدگمانی سے خجل ہے
انسی گہر اسکی پہونچا دین جو حضرت
نہایت پاسنے پانی منفعل ہے
تو میری حال پر ہو سکے عنایت

کہا حضرت نے اچہا ساتہ ہولی
کہا اوسنی کہ یا حضرت بہت خوب
کہون جب تک نہ مین آنکہین نہ کہولی
جبہی تو گہر پہونچ جانا ہی مطلوب

غرض حضرت سے چلے ساتہ اوسکو لیکر
زہی اوس قادر بیچون کے قدرت
گہڑی بہر مین اوسی پہونچا دیا گہر
کہ کیسی کیسی پیدا کی ہے خلقت

یہ شانِ قادر مطلق ہے یارو
یہ دم مین فرش سی ہو آتی ہین عرش
کرامت اولیا کی حق ہے یارو
فلک اک انکا پا انداز ہی فرش

حکایت

انس سے اس روایت کی سند ہی
نہایت معتبر اور مستند ہے
کہ فردوسِ بریں مین روزِ محشر
جو مومن جائیگا سب سے موخر

وہ ہوگا ایک مردِ زشت اعمال
سنو اب ابتدا سے اوسکا احوال
کہ جب ہوگا اوسی فرمانِ داور
صراطِ نار و جنت پہ گذر کر

وہ بیچارہ گناہون کے سبب سے
نہایت پیچھی رہ جائیگا سب سے
چلیگا دو قدم اور گر پڑیگا
اوٹھیگا لیکی دم اور گر پڑیگا

کبھی اوٹھنی مین تہرا جائین گی پانون
کبھی گرنے مین صدمہ پائین گی پانون

قدم لغزش سی تہم سکتا نہوگا
جما تا ہوگا جسم سکتا نہوگا

اودہر قورہ اہ دشوار اور باریک
ادہر قعر جہنم سخت تاریک

دہوان اوٹھ اوٹھ کی دوزخ کا برابر
لپٹتا ہوگا مثل مار و اژدر

کبھی اوڑ اوڑ کی کچہ چنگاریان بہی
خبر گیر اوسکی اعضای بدن کے

غرض اسطرح گذرین گی کتنی سال
بدن ہوجائیگا جل جل کے غربال

جگہ پائیگا پہر حسب جہنم
نہایت ہوگا اوسکو صدمہ و غم

غضب ہوگا وہ دوزخ کا کنارا
کہ جل بہن جائیگا منہ اوسکا سارا

کریگا ایک مدت شکر باری
کہیگا پہر بصد الحاح و زاری

کہ دوزخ کی مہم یارب ہوئی طی
مگر یہ اب غضب کا سامنا ہی

کہ منہ میرا ہی سوی نار دوزخ
حضور چشم سب آثار دوزخ

عفونت دود بدبو کی ہی آفت
مناسب حال پر [illegible]

ہوئین سب مشکلین آسان یارب
اب اتنا اور کر احسان یارب

کہ پہر جا ہی اودہر سی منہ ادہر کو
نہ دیکہون پہو لکر نار سقر کو

یہ ہوگا اوس گہڑی فرمان خالق
کہ اچھا پہلی کرلے عہد واثق

نجات اس غم سی ہم تجہکو جو دینگے
اودہر سے منہ ادہر تیرا کرینگے

کریگا پہر تو تو کوئی نہ درخواست
جو کچھ دلمین ہو کہدی بی کم و کاست

کہیگا وہ کہ مولی میرے زنہار
نہ کچھ مانگی گا تجھسے پہر گنہگار

خدا جب اوسپہ یہ احسان کریگا
اودہر سے اوسکو رو گردان کریگا

تب آئیگی نظر اک اوسکو دیوا
بہڑک جائیگا اسکی سینے مین وہم
نجات اس قرب آتش سی ہو حاصل
کہیگا پہر جناب کبریا مین
کہ ای خالق جو مانگا مین نے پایا
اودہر سی منہ بہی اس عاصی کا پہیرا
کرم کر اسقدر اب اور جہیر
نظر کے سامنے ہی یہ جو دیوار
اودہر سے تب یہ ہوگا حکم خالق
رہا اودم پہر نہ تو وعدی پہ قائم
جو پہونچا دین ہان بہی ہم کرم سے
کہیگا وہ کہ اب صادق ہی وعدہ
کرونگا پہر نہ کوئی مطلب اظہار
خدا بر لائیگا یہ سب ہی تمنا
وہان جا کر وہ فرحت خیز ہوگا
قناعت کر کے بیٹہی گا کہ ناگاہ
یہ اوسکو دیکہتی ہی مست ہوگا
کریگا التجا یون ہاتہ اوٹہا کر
مین نقض عہد سے اپنے خجل ہون

دل اسکا دیکہتی ہی ہوگا گلزار
کہ وہان پہونچون تو کیسا دل ہو خرم
خلاصی ہر کشاکش سے ہو حاصل
کریگا زار نالے التجا مین
جہنم سے مجہے تو نے بچایا
کرون میں کس زبان سی شکر تیرا
کہ قرب نار سے ہون سخت مضطر
وہان پہونچا دی مجکو میری غفار
کہ اتنا جلد نقض عہد سابق
نہایت سست مین تیری عزائم
تو پہر تو کچہ نہ تو مانگیگا ہم سے
بہت محکم بہت واثق ہی وعدہ
مجہی پہونچا دی یا رب تا یہ دیوار
کہ پہونچا دیگا اوس مجرم کو اوس جا
ہی عشرت سے دل لبریز ہوگا
شجر دکہلائی دیگا اک سر راہ
ارادہ ضبط کا سب بیت ہوگا
برابر اشک آنکہون سی بہا کر
سراپا پانی پانی منفعل ہون

مگر سُن میری اِکی بابر نو اور ہ
نہین ممکن قدم اکی بہ پہسل جاے
نظر آتا ہے جو وہ نخل شاداب
جو پہونچون اوسکی سامی تک لپٹ کی
قسم تک جب وہ اس وعدے پہ کہاے
پہونچکر ہو یہ اوس سامی مین راحت
غرض خوش ہو نہایت سایہ پاکر
اوسی آئی لگی نیند اندک اندک
وہ خوش ہو ہوسکے کرتا ہو نظارہ
نظر آجاتی ایک ایوانِ جنت
روسی وہ دیکہتی ہی لوٹ جاتی
تڑپ ہو تازہ اوسکی دلمین پیدا
ارادہ ہو کہ پہر سے کہیے خداسی
کہ کیسی کر چکا ہون عہد و پیمان
قسم تک کہا چکا ہون عہد کرکی
مگر جب صبر کی طاقت نہ پائی
کہ ای خالق ترا بندہ ہی معذور
چلا بس جب تلک دلبر کیا جبر
نہین یارب تری رحمت کی کچہ حد

کہ اس بوعدی کا پہلا سا نہین طور
زبان ہو قطع گر اِبکی بدلجاتی
وہاں جانیکو دل میرا ہے بیتاب
تو جا لون سر پہ چتر بادشاہی
تو خالق اوسکو اوس منزل مین لائی
کہ گویا ملگیا تخت حکومت
وہ بیٹہی نخل سے تکیہ لگاکر
پڑی ٹہنڈی ہوا اسی دلمین ٹہنڈک
کہ ہو [illegible] رحمت کا اشارہ
وہ ایوان جس سے پیدا شانِ جنت
قرار اوسکو کسی صورت نہ آئی
تپش ہو ہر بن مو سے ہویدا
مگر کچہ کہہ نہ سکتا ہو حیا سے
جواب ٹوسے بہت ہوگا پشیمان
یہی بہتر ہے بیٹہون صبر کرکے
تو پہر درگاہ حق مین ہاتہ اوٹہائے
کیا صبر اسنی تہا جتبک کہ مقدور
خداوندا نہین اب طاقتِ صبر
مگر یہ آخری درخواست بہی رد

مجھے بھی کر دی اب جنت میں داخل
کہ ہوں فردوس میں میں بھی شامل

خطاب آئی کہ ای بی شرم و بیباک
جو بعد اسکی تجھے کچھ اور ہو تاک

وہاں میں نعمتیں بیحد ہیں سارے
جو تو چاہی کہ ہاتھ آئیں وہ ساری

تو پھر تبلا کہ تیری کیا سزا ہی
کہا اوسنی کہ تو مالک مرا ہی

اگر ہو ایکی نقض عہد یارب
تو جو مجھکو دیا ہی پھیر لے سب

ابھی یہ بندہ و رب میں ہوں باتیں
ادھر رحمت اودھر مطلب کی گھاتیں

کہ دہنی بائیں دو چشمی ہوں پیدا
ہو جن پر چشمہ خورشید شیدا

یہ آئی اوسکو فرمان الہی
نہا اسمیں سے مٹے دلکی سیاہی

یہ فوراً ایک چشمے میں در آئے
خوشی سے اور فرحت سی نہای

کہ مدت خستگی سب کچھ ہو زائل
غم و دلبستگی سب کچھ ہو زائل

سیاہی دلکی اوس چشمی میں دہو جائے
بنی آئینہ ایسا صاف ہو جای

نہا دہو کر جب آئی اوس سی باہر
تو پھیر صادر ہو یہ فرمان داور

کہ پی لے دوسری چشمے کا پانی
نہیں آب بقا بھی اسکا ثانی

پی وہ سیر ہو کر آب شیریں
تو ہو حاصل نہایت دلکو تسکیں

مٹیں باطن سے جتنے ہوں ذمائم
حسد بغض اور اطوار بہائم

تو پھر ہو داخل ایوان فردوس
وہ ایوان جسکو کہیں جان فردوس

ہزاروں نعمتیں ایسے نظر آئیں
کہ اونکو دیکھتی ہی ہوش اوڑ جائیں

فدا ہو جان ایک اک مہ جبیں پہ
بسی دل اوسکا ایک اک نازنیں پہ

مگر غیرت کے مارے کچھ نہ بولی
وہ آنکھیں بند کر لے اور نہ کھولے

ارادہ ہو سوال مدعا کا — مگر پھر خوف آجائے خدا کا
حیا ہوجاتی دامنگیر ایسے — گریبان گیر ہو تشویر ایسے
دعا پھر جاتی لب تک آتے آتے — عرق ہو پہنچے قدم تک جاتے جاتے
بمجبوری وہ بیٹھی ضبط کرکے — کسی جانب نہ دیکھی آنکھ بھرکے
تب آئی اوسکو یون حکم خداوند — کہ اب کیون ہو گئی تیری زبان بند
کبھی وہ شرم آتی ہی الہی — حقیقت جانتا ہی تو کما ہی
کہ جب سی رنگ دیکھا ہی یہان کا — تو تیرا حال ہی اس نیم جان کا
برابر دل پہ خنجر پڑ رہی ہین — جگر پر سینہ سی نشتر پڑ رہی ہین
وہ سنکر آتا سے اپنا یا دیا رب — اب آئندہ جو ہو ارشاد یارب
یہ سنکر آئے حکم رب اکرم — کہ تجھسے پوچھتے ہین بات اکہم
کہ دنیا جب سی پیدا ہمنی کی ہی — جو نعمت آج تک خلقت کو دی ہی
وہ سب نعما اور اوس سے اور وہ چند — جو دیدالین تجھے ہو تو رضامند
وہ سنکر بات بڑہکر حوصلی سی — خوشی سی اور خوشی کی ولولی سی
زبان سے یہ نکلتا تھا کہ اوٹھی وا — نہین زیبا تجھے خوش طبعی اللہ
یہین بندہ ہون ترا تو میرا خالق — یہ استہزا نہین ہے تجھکو لائق
سبب کہ بیٹھنی کا اسکی یہ ہو — کہ ہرگز یہ یقین آئے نہ اوسکو
کہ ہین محتاج اور یہ بادشاہی — نہین جس بادشاہی کی تناہی
غرض پھر ہو خطاب اوس بی ادب سے — گمان ایسا نکر تو اپنی رب سے
ہمارے آگے یہ نعما ہین کیا مال — نہین معلوم تجھکو فضل کا حال

جو کچھ تمنے کہا وہ دیدہ یا صبا ۔ فرشتہ ساتھ لے اپنے چلا جا
ملک اک ساتھ ہو اور اوسکو لیجائے ۔ تصور جو ہو سب کچھ اوسکو دکھلائے
جہاں پہونچی وہ دیکھے طرفہ عالم ۔ حواس اوسکی ہوں درہم اور برہم
بشر کی فہم سے باہر ہر اک شے ۔ قیاس و وہم سے باہر ہر اک شی
روایت تو ابھی ہی یہ ادھوری ۔ بہت تطویل ہو لکھیں جو آگے پوری
مگر جو مدعا تھا لکھ چکے ہم ۔ وہ کیا اظہار شان رب اکرم
گنہگار و تامل کر کے دیکھو ۔ کریمی کو ذرا جی بھر کے دیکھو
کہ اک ادنی تمدیت اہل ایمان ۔ شمار و حد سے باہر جسکی عصیاں
جو محشر میں بھی بدعہدی نہ چھوڑے ۔ کہ باندھی عہد اور پھر اوسکو توڑے
ذرا بھی جو چُپ ہو کر حیا سے ۔ یہ آئے حکم درگاہ خدا سے
کہ او کم ظرف کیوں چُپ ہو رہا تو ۔ ہوئی کیا فکر کیوں ہی سرنگوں تو
کری گستاخیاں بھی وہ تنگظرف ۔ زباں پہ لائی بیباکی کی بھی حرف
مگر رحمت رہی اوسکی بدستور ۔ کرم اوس پر ہو ہر صورت سے منظور
عطا ہو جو صلی سے اوسکی باہر ۔ زہی شان عطا سے رب اکبر

مناجات

الہی چاہتا ہے میرا دل ۔ کہ میں بے رنج ہوں جنت میں داخل
مگر ایسی کہاں ہے میری قسمت ۔ کہ تا نہ آئے مجھے بے رنج راحت
کریمی تو اگر اپنی دکھائے ۔ تو البتہ یہ دولت ہاتھ آئے
نہ دنیا میں کوئی تکلیف پاؤں ۔ نہ عقبے میں کوئی صدمہ اوٹھاؤں

بلا چاہو تی ٹری کو سے نہ آئے | کبھی جھیر کرے کوئی نہ آئے
نہو در پیش وقت نزع مشکل | تا آسانی سے کٹے ہر ایک منزل
لحد ہو قطعہ گلزار جنت | نمایاں ہو ہر طرف انوار جنت
فرشتوں کی اوٹھاؤں مین نہ جھڑکی | کھلی ہو سامنے جنت کی کھڑکی
ہوائین ٹھنڈی ٹھنڈی آ رہی ہون | اور احورین سب جھکو کھلا رہی ہون
اور ہر سی جھانکتی ہون وہ ادہر سے | مین چھپکر دیکھہ لیتا ہون ادہر سے
قیامت تک اسی عشرت مین گذری | اسی آرام اسی راحت سی گذری
پھنکے جب صور آئے روز حشر | لحد سی اسطرح نکلون مین باہر
تماشا دیکھنے جس طرح اطفال | نکل آتے ہین اپنے گھر سی خوشحال
ہجوم حشر کو سمجھون مین میلا | جدہر چاہون اودہر جاؤن اکیلا
مزاحم ہو نہ میری ساتھ کوئی | کری رحمت ہی تیری چارہ جوئی
صراط نار و جنت سطے ہو اسطرح | چمک کر برق چھپ جاتی ہی جسطرح
تلین میزان مین جس دم میری اعمال | تو ہو پلے پہ تیرا جوش افضال
نہو کچھہ بازپرس اعمال کی | سزا پاؤن نہ مین افعال بد کی
وہان سی جاؤن سیدہا سوی فردوس | دماغ جان مین پہونچی بوی فردوس
وہان دیدار ہو تیرا میسر | اوسی مستی مین پہر گذری برابر
کچھہ ایسی یہ کڑی منزل نہین ہے | جھی مشکل سب تجھے مشکل نہین ہے

۱۸۶۴

تمت